موجِ بہار



CC-0. Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

موجِ بہار

شِوراج بہار

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جملہ حقوق بحق مصنّف محفوظ ہیں

طبع اوّل ——— چھ سو (۶۰۰)

قیمت ——— دس روپیہ علاوہ ڈاک خرچ

ماہِ طباعت ——— نومبر ۱۹۸۳ء

مصنّف و ناشر ——— بشوراج بہار

کتابت ——— گوپال چند شرما - چوک بجلی - امرتسر

طباعت ——— جمال پرنٹنگ پریس - دھلی

ملنے کا پتہ :

ایچ - ایل ۸۵ پنجاب ہاؤسنگ بورڈ - کالونی

بھگتا نوالہ دروازہ

امرتسر (پنجاب)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

یہ کتاب
فخرالدین علی احمد میموریل اُردو کمیٹی حکومتِ
اُتّر پردیش کے مالی تعاون سے شائع ہوئی۔

SECRETARY
Kashmir Research Institute
Brein Srinagar Kashmir-191121

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اِنتساب

اپنی رفیقۂ حیات گیتا کپور کے نام،
جس کا خلوص میری زندگی ہے۔

—— شیو راج بہار

SECRETARY
Kashmir Research Institute
Srinagar, Kashmir-19112

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

میں ہوں شوراج بہار

ع بقدرِ ظرف ہے ساقی خمارِ تشنہ کامی بھی

میں اپنے ہی قلم سے اپنی رو داد بیان کر رہا ہوں۔ چاہیں تو آپ بھی سُن لیں۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے۔ جیسے اِس جہانِ رنگ و بُو سے میرا ازلی تعلق ہے۔ میرے دیکھتے دیکھتے یہاں کتنی تہذیبوں نے جنم لیا۔ تہذیبیں بنیں اور بن کر مِٹ گئیں۔ یہ کھیل کتنی بار کھیلا گیا مجھے یاد نہیں۔

میں ۱۶؍ستمبر ۱۹۲۳ء کو کتمِ عدم سے عالمِ وجود میں آیا۔ والد آنجہانی بھگت گنپت رام کپور سنسکرت اور انگریزی زبان کے جیّد عالم تھے۔ محکمہ ریلوے لاہور کے دفاتر میں ذی اختیار اور معزز عہدوں پر فائز رہے۔ اپنی ہمہ دانی، دیانت، امانت، معاملہ فہمی اور خوش نظمی کی بدولت اپنے محکمہ میں بڑا نام پایا۔ عوام و خواص میں عزّ و وقار کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ یہ ماحول تھا جس میں مَیں نے پرورش پائی اور جس کی خوشگوار یاد سے اب بھی میرے دل میں مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

۱۹۴۱ء میں پنجاب یونیورسٹی سے انٹرنس کا امتحان پاس

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کیا اور اعلیٰ تعلیم کے لئے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لے لیا۔ ۱۹۴۲ء میں رہ نمائے انسانیت مہاتما گاندھی نے انگریز و ہندوستان چھوڑ جاؤ۔ کی تحریک چلائی تو خاموش تماشائی بنا رہتا۔ مجھے پسند نہ آیا۔ کالج کو خیرباد کہہ کر ۱۹ اگست ۱۹۴۲ء کو مجاہدوں کی صف میں آ کھڑا ہوا۔ اس سلسلے میں قید و بند کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے اعمال نامہ میں یہی ایک واقعہ ہے جس پر میں بجا طور پر فخر کر سکتا ہوں۔

۱۹۴۷ء کی رستاخیز میں ہجرت آئی اور ساتھ ہی گھر کی خوش حالی اور طمانیت بخش آسودگی کا خاتمہ ہو گیا۔ اور بقول خود

ع رياضِ دہر میں اجڑی ہوئی بہار ہوں میں
سرور سے ہے جو بیگانہ وہ خمار ہوں میں

کی چلتی پھرتی تصویر بن کر رہ گیا۔

۱۲ جون ۱۹۴۸ء کو جب سامراجی ہندوستان کے در و دیوار پر حسرت کی نظر ڈالتے ہوئے اپنے وطن کی طرف پسپا ہو گئے تو انہیں فی امان اللہ کہہ کر سرگرم سیاسی زندگی سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ تاہم تقاضائے وقت اور متعلقہ فرائض سے غافل نہیں رہا۔ ظلم و حق تلفی، تعصب و تنگ نظری کے خلاف جہاد کرنا میرا مقصود فکر بن چکا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ایک شاعر کے دل میں ان متبذل جذبات کی گنجائش نہیں۔ اس کا پیام صرف خالص محبت ہے۔

۱۹۴۵ء میں میری شاعری کا آغاز ہوا۔ شعر خود خواہش این کرد کہ گردد فن ما۔، میں نے کبھی خود شاعر بننے کی کوشش نہ کی تھی۔ شعر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

آپ سے آپ ہو گئے اور مَیں شاعر بن گیا۔ غزل میری سب سے پسندیدہ صنف ہے۔ اِسے مَیں اپنی اور اپنی شاعری کی آبرو سمجھتا ہُوں۔ کیونکہ یہ حدیثِ دلبری بھی ہے اور صحیفہ کائنات بھی۔ نیز زندگی کے اہم حقائق و مُعارف اِس کے موضُوع ہیں۔

مَیں ادب برائے ادب اور ادب برائے زندگی کے جھگڑوں میں کبھی نہیں پڑا، کیونکہ یہ دونوں نظریات اپنی اپنی جگہ مکمّل ہیں حقیقی شاعری وُہی ہے جو ادب اور زندگی میں توازن برقرار رکھتے۔ میرے نزدیک ادب نام ہے زندگی کا۔ اور زندگی نام ہے ادب کا۔ جو لوگ اِن دو نظریات میں صِرف ایک کے قائل ہیں اُن کی نظر سے زندگی اور حقائق کا ایک رُخ پوشیدہ رہتا ہے۔ مَیں متروکاتِ زبان اور فن کا سختی سے پابند ہُوں۔ نیز ایسے اشعار کو مطلق پسند نہیں کرتا جن میں پاکیزہ تغزّل اور حُسن و عشق کی عظمت کا احساس نہ ہو۔ غزل کی لطافت کِسی قِسم کا لفظی یا معنوی ابتذال برداشت نہیں کرسکتی میرا عشق نہ ماورائی ہے نہ زمینی، بلکہ ایک انجانی سی کیفیّت ہے جو رُوح کو ملکوتی رفعت اور فردوسی لطافت بخشتی ہے۔

ع "ثنائے خُود بخُود گفتن نمے زیبد ترا صائب"

اپنے متعلّق کیا لکھوں، محترم احباب کی آرائے گرامی پر اکتفا کرتا ہُوں آج تک جو اپنے ماحول سے متاثر ہو کر کہا ہے اُسے موجِ بہار کی صُورت میں قدر شناسانِ ادب کی خدمت میں پیش کرتا ہُوں۔ اگر اِس کا ایک شعر بھی ناظرینِ کرام کو پسند آگیا۔ تو مَیں سمجھُوں گا کہ میری سعی مشکُور ہوگئی۔ ع نگیرایں ہمہ سرمایۂ بہار ازمن :: بشورراج بہار

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

شِوراج بہار اور اُس کا فن

مشاہیر کی آرائے گرامی سے اقتباسات

حضرت فراق گورکھپوری

میں نے شِوراج بہار کا کلام دیکھا بھی اور اُن کی زبانی سُنا بھی۔ زبان میں یہ رچاؤ اور بیان میں یہ لوچ بہت کم لوگوں کو فطرت کی طرف سے ہاتھ آتا ہے۔ ایک ایک لفظ سانچے میں ڈھلا ہُوا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُردو زبان کی ساری خوبیاں شاعر کے خون میں جذب ہیں اور اُردو کی رنگینی اُن کے اشعار میں اِس طرح جھلک پڑتی ہے جیسے پھُولوں کے پیمانے سے رنگ و بُو۔ لیکن بہار کی شاعری محض حُسنِ بیان نہیں۔ خیالات، جذبات اور زندگی اُن کے اشعار میں اِس طرح جلوہ گر ہیں جیسے کائنات کے ذرّے ذرّے میں ہستی کے رموز ہیں، تو اِس سوچ میں پڑ جاتا ہوں۔ کہ اِس کلام کی سچی داد اِس زمانہ میں کتنے لوگ دے سکیں گے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

لیکن میں جانتا ہوں کہ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ میری نظر میں بہت کم نوجوان شعرا ایسے ہیں۔ جو اس پاکیزہ ذوق اور بلند پایہ مذاق کا ثبوت اپنے کلام میں پیش کر سکیں بے درد سے بے درد نقاد کو بہار کی شاعری کا قائل ہونا پڑے گا۔

پروفیسر تلوک چند محروم

پنڈت میلا رام وفا کے شاگرد رشید شو راج بہار کی غزلیات کو دیکھ کر مجھے مولانا تاجور آنجہانی کا یہ قول یاد آگیا۔ کہ پنجاب میں اگر کوئی صحیح زبان لکھنے والا شاعر ہے تو وہ میلا رام وفا ہے۔ صحت زبان کے علاوہ جو اس نے اپنے گرامی قدر استاد سے حاصل کی ہے، اردو غزل کو جس کاوش اور ذوق و شوق سے بہار نے سنوارا ہے۔ بہت کم نوجوان شعرا کو ہمارے ہاں یہ امتیازی خصوصیت نصیب ہوئی ہے۔ طرز بیان کی جدت، مضامین کی ندرت، جذبات کا خلوص، فکر کی گہرائی وغیرہ دور حاضر کی غزل کے تمام تقاضوں کو بہار کی نکتہ رس طبیعت نے بوجہ احسن پورا کیا ہے۔ ان کے اشعار کو پڑھ کر میری زبان پر بے ساختہ یہ رباعی آگئی:-

یہ رنگ یہ حسن آبدار اشعار!
کیوں لعل و گہر نہ ہوں نثار اشعار
چشم معنی نگر کو آئے گی نظر
اشعار بہار میں بہار اشعار

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

علامہ منوّر لکھنوی

رشو راج بہار ایک خوش فکر شاعر اور نیک سیرت انسان ہیں۔ آپ کے کلام میں مضمون آفرینی، سلاست و روانی۔ فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ کیف و سرمستی کے دریا موجزن نظر آتے ہیں۔

جناب روش صدیقی جوالاپوری

رشو راج بہار کا فن ایک باشعور شاعر کی حیثیت سے ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ پنجابی ہوتے ہوئے بھی وہ اردو زبان پر عبور تام رکھتے ہیں ان کی شاعری اور زندگی میں اس قدر مطابقت ہے کہ ان کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔

ڈاکٹر منوہر سہائے انور

رشو راج بہار نے جو کچھ کہا ہے خوب کہا ہے اور استادانہ کہا ہے۔ ان کی غزلوں کے مطالعہ سے فردوسِ خیال کے دریچے کھل جاتے ہیں اور ذہن پر رنگ و نور کی بارش ہونی لگتی ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مرزا احسان احمد

شِو راج بہارؔ نے اپنے زندہ احساسات سے غزل کو ایک نئی زندگی عطا کی ہے۔ وُہ اکثر مقامات پر ایسے ایسے اشعار کہہ گئے ہیں جو فکرِ انسانی سے زیادہ ودلیعت زبانی معلوم ہوتے ہیں۔ اُن کے اندازِ بیان میں ایک والہانہ پن ہے۔ وُہ اپنے حسّاس دردمند اور پُر گداز دل کی بدولت غمِ دوراں کو غمِ جاناں بنا کر پیش کرنے کی خوب قُدرت رکھتے ہیں۔ اُن کے اشعار ادب العالیہ کی بہترین مثالیں ہیں۔

مولانا ابرا حسنی گنوری

شِو راج بہارؔ ایک فطری شاعر ہیں۔ آپ کی غزل میں انفرادیت کے ساتھ ساتھ ہمہ گیری اور آفاقیت پائی جاتی ہے۔ فنّی اعتبار سے آپ کا کلام نہایت پختہ اور با اثر ہے۔

فخرِ غزل حضرت قمرؔ مراد آبادی

پنجاب کے جن شعرا نے کاکلِ غزل کی مشاطگی نہایت چابکدستی سے کی ہے اُن میں شِو راج بہارؔ کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے وُہ جس منزل کی طرف جا رہے ہیں۔ اگرچہ وُہ منزل اُن کی دیکھی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہوئی نہیں لیکن محسوس کی ہوئی ضرور ہے۔ اُن کا ذوقِ سلیم اور عزمِ صمیم اس بات کی ضمانت ہیں کہ وُہ اپنی منزل سے بیگانہ نہیں رہیں گے۔ بہار کے جذبات میں پاکیزگی اور خیالات میں وسعت ہے۔ اُنہوں نے جو کچھ کہا ہے محسوس کر کے کہا ہے۔ اُنہوں نے کبھی کبھی دیدہ و دِل کی حدود سے گذر کر گرد و پیش کے حالات پر بھی ایک دردمندانہ نظر ڈالی ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ اُن کے احساسات میں ابھی اور شدّت پیدا ہو گی۔ اور وُہ اپنی منزل کی طرف تیز گامی سے بڑھنے لگیں گے۔ شعورِ بیدار اور جنونِ خود دار سے زیادہ ایک شاعر کی رہ نمائی کوئی نہیں کر سکتا

ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ

شِوراج بہار کے کلام کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی پیر جہاں گرد نے ساری دُنیا کا سفر کرنے کے بعد اپنے تجربات کے نچوڑ کو بے ساختہ قلمبند کر دیا ہے۔

ڈاکٹر انیس نخنوری

شِوراج بہار اُردو زبان کے دلدادہ ہیں۔ بالخصوص غزل سے رغبت ہے۔ کلام فنی اغلاط سے پاک اور محاسن سے پُر ہے۔ غزل اِس لئے نہیں کہتے کہ طرح کی خانہ پُری ہو جائے۔ ہر شعر میں کوئی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بات ایسی کہتے ہیں۔ جو کہنے کے قابل ہو۔ بندشیں صاف اور پسندیدہ ہیں۔ مزاجِ غزل سے بخوبی آشنا ہیں۔ ہر بات شاعرانہ انداز میں کہتے ہیں۔ آپ نے اُردو ادب میں بہت سے فکر انگیز اور پاکیزہ اشعار کا نمایاں اضافہ کیا ہے۔

ڈاکٹر فرمان فتح پوری

شوراج بہار پنجاب کے اُن اُردو شعرا میں سے ایک ہیں۔ جن کا فن زندگی کے ٹھوس تجربات پر مبنی ہے۔ اُن کی غزل میں جو خصوصیت سب سے زیادہ امتیازی شان رکھتی ہے وُہ شریفانہ سوز و گداز اور عزم و استقلال ہے۔

جناب عبرت صدیقی بریلوی

شوراج بہار کا کلام مَیں نے جستہ جستہ دیکھا اور بہت دلکش پایا۔ اُن کے اشعار میں دِل کی تڑپ اور رُوح کا سوز و گداز اِس طرح نمایاں ہے۔ جیسے آئینے میں صورت کا عکس۔ فنّی لحاظ سے بھی اُن کے کلام میں کوئی سُقم نہیں ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دُعائیہ

اُستاذی قبلہ لسّان الاعجاز سورگیہ پنڈت میلارام صاحب وفا کی زبانِ مبارک سے کئی بار سُنا تھا کہ اُن کے زمرۂ تلامذہ میں ایک صاحب شوراج بہار ہیں جو بہت اچھا شعری مذاق رکھتے ہیں اور خُوب کہتے ہیں چنانچہ میرے دِل میں اُن سے مُلاقات کا اشتیاق پیدا ہُوا۔ مَیں نے ایک دو مرتبہ اُن سے مِلنے کی کوشش بھی کی۔ لیکن چُونکہ وُہ ضلع مُراد آباد (یو۔پی) کی کِسی شوگر مِلز میں بسلسلہ ملازمت وہاں مقیم تھے۔ اِس لئے میری یہ مساعی مشکور نہ ہوسکیں۔ پھر جب وُہ اپنی مُلازمت سے سبکدوش ہو کر امرتسر میں سکونت پذیر ہو گئے تو مَیں ایک روز اُن سے مِلا۔ پہلی ہی ملاقات میں یہ تاثر لے کر جُدا ہُوا کہ بہار صاحب ایک مخلص اِنسان اور خُوش فکر شاعر ہیں اِس کے بعد ہماری ملاقاتیں بڑھتی گئیں اور ہم قریب سے قریب تر ہوتے گئے میرا قیاس ہے کہ عُمر میں وُہ مجھ سے اٹھارہ بیس برس چھوٹے ہوں گے۔ لیکن اِس تفاوت کے باوجُود مَیں اُن کی تخلیقی صلاحیتوں اور ذہنِ رسا کا معترف ہُوں اور ہمیشہ اُن کا احترام کرتا ہُوں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مجھے یہ جان کر دِلی مسرت ہُوئی کہ اُن کا مجموعۂ کلام "موجِ بہار" کے نام سے زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر عنقریب منظرِ عام پر آرہا ہے۔ مَیں اُمید کرتا ہُوں کہ اُن کا کلام اربابِ فکر و فن سے کما حقہٗ داد و تحسین حاصل کرے گا۔ اِس کے ساتھ ہی مَیں بارگاہِ ایزدی میں دست بہ دُعا ہُوں کہ بہارؔ صاحب اپنی شعر و شاعری سے تادیر اُردُو ادب کی خدمت بجا لاتے رہیں۔ آمین۔

رام رتن مُضطر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مَیں حقیقت کا ترجماں ہُوں بہارؔ!
میرا ہر شعر وارداتی ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

عشق کو رنگِ مستقل، اے مرے چارہ ساز دے
ساز نہ دے تو سوز دے، سوز نہ دے تو ساز دے

اپنی حقیقتوں سے تو، حسبِ طلب نواز دے
لا مرے دستِ شوق میں، آئینۂ مجاز دے

میرا شعور ضبط کیوں، چارہ گروں کو راز دے
جس نے دیا تھا زخمِ دل کاش وہی نواز دے

آ مرے جذبِ شوق کو مرتبۂ ایاز دے
نذر کروں میں دل تجھے، تو مجھے اپنا راز دے

بادہ و جام کی طرف اُس کی نظر اٹھے گی کیا
جس کو سرودِ مستقل، تیری نگاہِ ناز دے

عقل و شعور و فکر و شوق سب ہیں ترے گدا تو پھر
کون مری حیات کو، فطرتِ دقت ساز دے

میں نے بہار اک وہ گل چن لیا کائنات میں
جس کی ہر اک ادا مجھے فکرِ غزل نواز دے

لکھنؤ ۱۶ ستمبر ۱۹۴۵ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دِل کو غمِ حبیب سے بہلا رہا ہُوں مَیں
ہر غم سے بے نیاز ہُوا جا رہا ہُوں مَیں

معصُومیت تو دیکھئے آغازِ شوق کی
اُن کی نوازشوں سے بھی گھبرا رہا ہُوں مَیں

ہر غُنچہ دِل گرفتہ ہے، ہر گُل ہے سینہ چاک
شاید بھری بہار کو یاد آ رہا ہُوں مَیں

سرگرمیٔ تلاشِ حقیقت نہ پُوچھئے
منزل سے بے نیاز چلا جا رہا ہُوں مَیں

رنگینیٔ بہار نظر میں سمائے کیا
اُس انجمن سے اُٹھ کے چلا آ رہا ہُوں مَیں

دُنیا مِرے خلُوص کا دے گی جواب کیا
دُشمن کے درد پر بھی تڑپتا رہا ہُوں مَیں

ساقی! ترے کرم کی ضرُورت نہیں مجھے
دِل میں سرُورِ تشنہ لبی پا رہا ہُوں مَیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

وُہ دِل، جو میرے حال پہ رویا ہے بار ہا!
اُس دِل سے اِنتقام لیئے جا رہا ہُوں مَیں

کٹتے ہیں دِن قفس میں اسیری کے یُوں بہار!
یادِ چمن میں زمزمہ آرا رہا ہُوں مَیں

بلکھنؤ - ۲۰ نومبر ۱۹۴۵ء



ایک شعر

آج تیری یاد میں، جی بھر کے رونا ہے مجھے
پھر خُدا جانے غمِ دوراں سے فرصت ہو نہ ہو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

پہنچا دیا ہے جوشِ طلب نے کہاں مجھے
لگتا ہے ہر مقام ترا آستاں مجھے

آلامِ روزگار میں بھی دِل کشی رہے
مِل جائے آپ سا جو کوئی مہرباں مجھے

مَیں بے نیازِ رہ بَرو رَہ زن ہُوں اے ندیم!
کیوں دیکھتا ہے غوَر سے ہر کارواں مجھے

تخلیقِ کائنات کا باعث تمہُیں تو ہو
تُم مِل گئے تو مِل گئے دونوں جہاں مجھے

قائم خوُدی کے ساتھ ہے رنگِ تعیّنات
پھر مَیں کہاں ؟ اگر ہُوا عرفانِ جاں مجھے

آلامِ رہگزارِ محبّت نہ پُوچھیئے
ہر گام پہ مِلے ہیں لہُو کے نشاں مجھے

کچھ اور اے تجلّیِ جاناں مجھے نواز
ہمّت ابھی نظر نہیں آتی جواں مجھے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اے چارہ گر! علاج کی زحمت نہ کیجیئے
راس آگئی امانتِ دردِ نہاں مجھے

یہ کون سا مقامِ محبّت ہے اے بہار
ہونے لگا ہے خُود پہ بھی اُن کا گماں مجھے

لکھنؤ ۱۲ دسمبر ۱۹۴۵ء



ایک شعر

ہائے اُس مجبور کی بے تابئ دِل اے بہار
پاسِ آدابِ وفا سے جو کبھی تڑپا نہ ہو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جو اپنی خودی کا نگہباں نہیں ہے
وہ انساں حقیقت میں انساں نہیں ہے

ابھی منکشف رازِ ہستی ہو کیوں کر
ابھی مجھ کو اپنا ہی عرفاں نہیں ہے

خوشی سے جلا دو مرا آشیانہ
اگر گلستاں میں چراغاں نہیں ہے

اُسے آدمی کس طرح کوئی سمجھے
خلوص و وفا جس کا ایماں نہیں ہے

مرے دوست اس بات پر ہیں پریشاں
مصیبت میں بھی یہ پریشاں نہیں ہے

یہ کیا جامۂ زندگی تو نے بخشا
کہ جس کا کوئی جیب و داماں نہیں ہے

گراں تا گراں وحشتیں چیختی ہیں
بہار آج شاید غزل خواں نہیں ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کوئی یہ شمس و قمر سے کہہ دے، فلک پہ جو جگمگا رہے ہیں
ہم اپنی دُنیا کے ذرّے ذرّے کو، خود چمکنا سکھا رہے ہیں

خُدا ہی جانے مآل کیا ہو، جنونِ تعمیرِ آشیاں کا
جلا تھا جس شاخ پر نشیمن، اُسی پہ تنکے بچھا رہے ہیں

فقط فریبِ خیال ہے وُہ، خُوشی ہے دُنیا میں نام جس کا
غم و الم کے بھنور میں گھر کر، ہم اِس حقیقت کو پا رہے ہیں

سِتم کی رُوداد کیا کہیں ہم، چمن سلامت رہے ہمارا
نظر پہ وُہ سب چڑھے ہُوئے ہیں، جو غُنچے کچھ مسکرا رہے ہیں

مُعاملے عشق کے عجب ہیں، غضب ہیں مجبوریاں دِلوں کی
مَیں اُن کا دامن پکڑ رہا ہُوں، وُہ اپنا دامن چھڑا رہے ہیں

خزاں بہ داماں ہے صحنِ گُلشن، قفس در آغوش ہے نشیمن
بہار اپنی یہ سادگی ہے کہ پھِر بھی دھوکے میں آ رہے ہیں

لکھنؤ، راگست ۱۹۴۷ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جبینِ حُسن پر بَل آ رہا ہے — جہانِ بحر و بر تھرّا رہا ہے

جنُوں اَب بھی قیامت ڈھا رہا ہے — وُہ پہلُو میں ہیں دِل گھبرا رہا ہے

ذرا اے گردشِ دَوراں ٹھہر جا — کوئی مجھ پر کرم فرما رہا ہے

عنایت ہے کہ پیہم ہو رہی ہے — مقدّر ہے کہ بدلا جا رہا ہے

مَدد اے اِضطرابِ زندگانی! — سکُونِ دِل قیامت ڈھا رہا ہے

چھِڑا ہے ذِکر جب دار و رسن کا — ہمارا نام بھی آتا رہا ہے

اِدھر آنکھوں میں مستی چھا رہی ہے — اُدھر پیمانہ بھرتا جا رہا ہے

نتیجہ کچھ بھی اشکِ رواں کا — ابھی تو دِل تسلّی پا رہا ہے

بہارؔ اِس دورِ حاضر کو کہیں کیا
چلن دُنیا کا بدلا جا رہا ہے

لکھنؤ ۵ جنوری ۱۹۴۷ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دلِ مضطرب ہے اور نظر بے قرار ہے
اے آنے والے آ، کہ ترا انتظار ہے

ایسا نہ ہو کہ مے کدہ لُٹ جائے ساقیا
بے تابِ تشنگی سے ہر اک مے گسار ہے

احسان اُٹھ سکے گا کسی اور کا تو کیا
تیری نگاہِ لطف بھی اب دل پہ بار ہے

بچھڑا جو اس سے پھر وہ فضا میں بکھر گیا
شاید زمانہ دوشِ ہوا پر سوار ہے

ہم سے نظر ملا کے کہو صاحبِ چمن!
کس کے لہو سے غنچہ و گل پر نکھار ہے

دونوں جہاں سمٹ کے مرے دل میں رہ گئے
شاید تمہارا غم ہی غمِ روزگار ہے

نظارۂ بہار سے تسکیں ہو کیا اُسے
جس کی نظر میں تیرا رُخِ پُر بہار ہے

پھر خندہ زن ہو تجھ کو محبت کا واسطہ
تیری ہنسی سے میرے جنوں کا وقار ہے

وہ گرم تازِ عرصۂ ہستی ہوں اے بہار
عالم مرے سفر ہی کا گرد و غبار ہے

امرتسر۔ ۱۹ مئی ۱۹۴۷ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اُن کے لب پر اور میرا نام ہے — نام اِسی کا گردشِ ایّام ہے

پھر کوئی آئے گا تازہ اِنقلاب — اُس نظر میں پھر کوئی پیغام ہے

جس کو اہلِ ہوش کہتے ہیں جنُوں — دِل کی بیداری اُسی کا نام ہے

پیاس بھی ہو تو مُجھے پینا نہیں — غیر کے ہاتھوں میں جب تک جام ہے

پیچھے پیچھے ہے زمانے کا نظام — آگے آگے آپ ہی کا نام ہے

لذّتِ غم، فطرتِ دِل بن گئی — اب مُجھے آرام ہی آرام ہے

آ، کہ اے جانِ وفا تیرے بغیر — زندگی اِلزام ہی اِلزام ہے

پاس آکر ہو گئے وُہ اَور دُور — ہائے کِس خواہش کا یہ اِنعام ہے

مختصر یہ شرحِ ہستی ہے بہار!
زندگی حسنِ طلب کا نام ہے

لکھنئو ۱۹ر دسمبر ۱۹۴۷ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اُن کے لب تک ہنسی جب آئی ہے — رُوحِ کونین جگمگائی ہے
کتنے عالم نظر سے گزرے ہیں — جب کبھی تیری یاد آئی ہے
بات سچ ہے مگر یہ کس سے کہیں — ہم نے شانِ چمن بڑھائی ہے
ہوشِ سجدہ رہا نہ فکرِ جبیں — وحشتِ دِل کہاں پہ لائی ہے
عرش پر ہے دماغ کانٹوں کا — کیا چمن میں بہار آئی ہے
موت کی تلخیاں بھی ہیچ ہوئیں — اے غمِ زندگی! دُہائی ہے
یاد آئے ہیں داغِ دل کیا کیا — جب گلوں پر نظر اٹھائی ہے
ساحلِ شوق آگیا شاید — کشتیٔ عشق ڈگمگائی ہے

صُبحِ نَو کو گلے لگاؤ بہارؔ
گو حوادث جلو میں لائی ہے

لکھنؤ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۷ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اُس کا جینا جینا ہے اُس کی ہستی ہستی ہے
جس کے سینے میں ہر دم، درد کی دُنیا بستی ہے

ہستی تک ہیں ہوش مگر۔ اِس سے آگے مستی ہے
موت پہ کوئی غور نہ کر۔ موت تو رازِ ہستی ہے

عشق میں مِٹ کر راز کھُلا عشق کے اَوج و پستی کا
اوج ہے اِس کی پستی میں، اوج میں اِس کے پستی ہے

تُو ہی نُورِ حقیقت ہے۔ مَیں ہُوں تیرا جلوہ نگر
جلوہ نگر ہو جانا بھی، ایک فریبِ ہستی ہے

اِس دُنیا کے باشندے، ایسے ہنستے روتے ہیں
جیسے یہ ساری دُنیا دیوانوں کی بستی ہے

سوچ بہار اِس نکتے کو، اِس نکتے پر غور تو کر
ہر ذرّے میں پوشیدہ۔ سُورج کی بھی ہستی ہے

مُراد آباد ۱۶ ستمبر ۱۹۴۸ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اُس کو جینے کا سلیقہ آ گیا
گردشِ دَوراں سے جو ٹکرا گیا

خاک ہو کر تیرے در تک آ گیا
جتنا کھویا اُس سے زاید پا گیا

عشق جب مرکز پہ اپنے آ گیا
حُسن بن کر اِک جہاں پر چھا گیا

جب کیا ترکِ محبّت کا خیال
اُن کا پیمانِ وفا یاد آ گیا

سوچنے کی بات ہے اے باغباں!
فصلِ گُل میں کیوں چمن مُرجھا گیا

منتظر تھا مَیں کسی کی راہ میں
رقص کرتا موسمِ گُل آ گیا

زندگی ہے غم میں ہنسنا اے بہار
غُنچۂ افسُردہ یہ سمجھا گیا

لکھنؤ ۱۷ ستمبر ۱۹۴۸ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

حسرتِ دید بر نہیں آتی — اب وُہ صُورت نظر نہیں آتی
کوئی چٹکی سی دِل میں لیتا ہے — بے سبب آنکھ بھر نہیں آتی
اور سب کچھ ہے آدمی میں، مگر — آدمیّت نظر نہیں آتی
کام عُمرِ رواں سے لے غافل! — یہ کبھی لوٹ کر نہیں آتی
جس سے مِٹ جائے ظُلمتِ ہستی — کوئی ایسی سحر نہیں آتی
اُن کو اپنے قریب پاتا ہُوں — جب کچھ اپنی خبر نہیں آتی
ایک بھی چیز دونوں عالم کی — دِل سے افضل نظر نہیں آتی
روشنی کیا ہے؟ روشنی جب تک — ظُلمتوں سے گزُر نہیں آتی

اُن کی باتوں سے کُھل گیا یہ بہار
بات بنتی نظر نہیں آتی

مُراد آباد۔ ۲۲، دسمبر ۱۹۴۸ء

ظُلمتِ ہستی سے رہ کر دُور دُور
اُن سے واصل ہو گیا ہُوں بَن کے نورُ

جب سے وُہ آئے ہیں بن کر چارہ ساز
اَور بھی دِل ہو گیا ہے نا صبُور

شورشِ مَے خانہ جس پر ہے نثار
وُہ ہے میری تشنہ کامی کا سرُور

غَم مری ہستی میں کیا شامل ہُوا
جگمگا اُٹھے مِرے ذہن و شعُور

حُسن تیرا، برق لاہُوتی تمام!
عشق میرا، سَر بہ سَر کیَف و سرُور

ہو گئی مدّھم دِلوں کی روشنی!
آگہی کا آہ کیا پھیلا ہَے نورُ

آج وُہ ہیں خضرِ منزل اے بہار!
رہ روی کا بھی نہیں جن کو شعُور

۱۴ مئی ۱۹۴۹ء سرور آباد

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ترے فیضِ تجلّی سے جو دِل سیراب ہوتا ہے
اُسی کا ذرّہ ذرّہ مہرِ عالم تاب ہوتا ہے

اگر ہمّت ہو دِل میں اور اِرادوں میں بلندی ہو
تو پھر بحرِ تلاطم خیز بھی پایاب ہوتا ہے

مَیں اپنی کشتیٔ اُمّید کیوں ساحل پہ لے جاؤں
اُسی جانب مَیں جاتا ہُوں جِدھر گرداب ہوتا ہے

مرے اشکوں کی قیمت اہلِ دِل ہی جان سکتے ہیں
مرے اشکوں کا ہر قطرہ دُرِ نایاب ہوتا ہے

ازل سے ہے تعلّق حُسنِ شوخ و عشقِ مُضطر میں
کوئی بے تاب کرتا ہے کوئی بے تاب ہوتا ہے

محبّت کی اُمیدوں پر بہار آتی ہے مُشکل سے
یہ گُلشن زندگی کے خُون سے سیراب ہوتا ہے

بہارؔ! اُس وقت ہو جاتی ہیں میری ظُلمتیں روشن
مری نظروں میں جب وُہ غیرتِ مہتاب ہوتا ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

لکھنؤ۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۴۹ء

حُسن میں شانِ کبریائی ہے — وُہ، جدھر ہے، اُدھر خُدائی ہے
پی رہا ہُوں نگاہِ ساقی سے — میری رِندی بھی پارسائی ہے
اب ترے در سے جا نہیں سکتا — یہ عطائے شکستہ پائی ہے
آشنا، آشنا سے بے گانہ — کیا یہ دستورِ آشنائی ہے
راست گوئی ہے ایک جُرم، یہاں — ہائے کیسی تری خُدائی ہے
کوئی مُنہ سے کہے کہے نہ کہے! — سب میں اِک ذوقِ خُود نمائی ہے
تُجھ کو پایا تو یہ ہُوا محسُوس — میری ہستی تری جُدائی ہے
بھُولتا ہی نہیں خیال اُن کا — یہ عجب طرزِ دِل رُبائی ہے
دیر و کعبہ انہیں مُبارک ہوں — جن کی فطرت میں جبہ سائی ہے
رَہ نُما بن کے راہ بھُول گئے — واہ کیا خُوب رَہ نُمائی ہے

جو محبّت ہو عَرضِ شوقِ بہار
وُہ محبّت نہیں گدائی ہے

لکھنؤ۔ ۱۵ر جُون ۱۹۵۰ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مدّت کے بعد اُس نے جو دیکھا ہے پیار سے
رُکتے نہیں اب اشک دلِ بے قرار سے

واقف ہیں خوب سازشِ لیل و نہار سے
گُزرے ہیں قافلے جو تری رہ گزار سے

اے باغباں! گلوں کی جوانی پہ اِک نگاہ
لو دے اُٹھیں نہ گرمیٔ جوشِ بہار سے

پھر آج وُہ نگاہِ کرم اُٹھ کے رہ گئی
پھر آج اُس نے کام لیا اِختصار سے

بیگانہ وار پڑتی ہے ہر گُل پہ یُوں نظر
جیسے کہ آشنا ہی نہیں مَیں بہار سے

ذرّوں کو مہر و ماہ بناتا چلا گیا
گذرا ہُوں تیری یاد میں جِس جِس دیار سے

اللہ جانے کِس کی نظر لگ گئی بہار
شُعلے سے اُٹھ رہے ہیں ہر اِک برگ و بار سے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

لکھنؤ - ۱۵ اگست ۱۹۵۱ء

نظر کا تیر پیوستِ رگِ جاں ہوتا جاتا ہے
زہے قسمت حیاتِ نو کا ساماں ہوتا جاتا ہے

خوشی یہ ہے کہ آدم آگیا ہے ماہ و انجم تک
الم یہ ہے کہ اپنے سے گریزاں ہوتا جاتا ہے

کسی کے حُسن کی گُل باریاں کتنی فراواں ہیں
مرا ویرانہ بھی رشکِ گلستاں ہوتا جاتا ہے

ہماری زندگی سے روشنی ہے بزمِ عالم میں
ہمارے دم سے عالم میں چراغاں ہوتا جاتا ہے

مرا حُسنِ نظر بھی اس میں شامل ہو گیا شاید
عجب دِل کش کسی کا روئے تاباں ہوتا جاتا ہے

یہ منزل کی کشش ہے یا سلیقہ رہ نوردی کا
کہ ہر دُشوار جادہ مجھ کو آساں ہوتا جاتا ہے

بلا سے گر رہی ہے برق میرے آشیانے پر
یہ کیا کم ہے کہ گُلشن میں چراغاں ہوتا جاتا ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہر اِک شے ہو رہی ہے اب گراں بازار میں لیکن
فقط اِنسان ہی کا خُون ارزاں ہوتا جاتا ہے
بہارؔ اِک لفظِ حسرت جو لکھا تھا میری قسمت میں
وُہی افسانۂ ہستی کا عنواں ہوتا جاتا ہے

لکھنؤ۔ ۱ جنوری ۱۹۵۲ء



ایک شعر

کُوچۂ جاناں سے گذرے اِس طرح ہم اے بہارؔ
چشمِ حیرت سے ہمیں دیوار و در دیکھا کئے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تجلّی کے پردے ہٹائے چلا جا مجھے اپنا جلوہ دکھائے چلا جا
مرے ہر نفس میں سمائے چلا جا مَن و تُو کا جھگڑا مٹائے چلا جا
سمجھ سوچ کر چوٹ کھائے چلا جا محبّت کی عظمت بڑھائے چلا جا
رہِ شوق میں لاکھ دُشواریاں ہوں قدم والہانہ بڑھائے چلا جا
مجھے ساقیا! مے کی حاجت نہیں ہے نظر سے نظر بس مِلائے چلا جا
کبھی تو مِٹیں گے یہ غم کے اندھیرے چراغِ محبّت جلائے چلا جا
مَیں تیری محبّت میں مِٹتا رہوں گا تُو میری غزل میں سمائے چلا جا
ابھی پھیکا پھیکا ہے رنگِ محبّت ابھی خونِ دِل کا بہائے چلا جا

گُل و ماہ و انجم نہیں تیری منزل
بہار! اِن سے دامن بچائے چلا جا

لکھنؤ۔ ۲۰ مارچ ۱۹۵۲ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

توبہ توڑو مے کشو! دورِ بہار آ ہی گیا
ابر بن کر مژدۂ پروردگار آ ہی گیا

پھر مری ویران دُنیا میں پلٹ آئی بہار
پھر خیالِ یار جنّت در کنار آ ہی گیا

ہجر کی شب شانِ تکمیلِ تصوّر دیکھئے
خواب میں آخر وہ جانِ انتظار آ ہی گیا

اے غمِ دِل! آج تو کر شکر کے سجدے ادا
آج مجھ کو دیکھ کر اُن کو بھی پیار آ ہی گیا

ہوتے ہوتے بے قراری ہی سکوں بننے لگی
آتے آتے قلبِ مضطر کو قرار آ ہی گیا

دِل میں جب برپا ہُوا طوفانِ گریہ اے بہار
میرے لب پہ نالۂ بے اختیار آ ہی گیا

حیدر آباد ۱۷ اپریل ۱۹۵۲ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

یہ کیا مالکِ بحر و بر ہو گیا
بشر کا مخالف بشر ہو گیا
تمہاری نگاہیں نہ بدلیں، مگر
زمانہ اِدھر کا اُدھر ہو گیا
جسے رازِ اُلفت سمجھتے تھے ہم
وُہی بڑھ کے دردِ جگر ہو گیا
بڑھے سُوئے منزل قدم جب مرے
زمانہ مِرا ہم سفر ہو گیا
وُہی رہ گزر فرشِ گُل بن گئی
جدھر سے تمہارا گذر ہو گیا
اُٹھی جس کی جانب تمہاری نظر
دو عالم سے وُہ بے خبر ہو گیا
عجب ہے یہ دورِ ترقّی بہارؔ!
کہ اب زندہ رہنا ہنر ہو گیا

لکھنؤ - ۲ر جون ۱۹۵۲ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہر نفس وقفِ آہ و زاری ہے
زندگی پھر بھی کتنی پیاری ہے

جس کو اپنی خودی کا ہے عرفان
اُس کا سارا جہاں پُجاری ہے

دیکھ کر مستیاں اُن آنکھوں کی
بےخودی سی فضا پہ طاری ہے

ہم پہ نازاں ہو اے عروسِ حیات!
ہم نے کاکل تری سنواری ہے

جُز ترے کوئی آرزو نہ رہے
بس یہی آرزو ہماری ہے

اُس سا مُفلس نہیں زمانے میں
دولتِ عزم جس نے ہاری ہے

ہم نے ہنسنے کی آرزو میں بہار
عُمر روتے ہوئے گزاری ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

غازی آباد - ۱۶ ستمبر ۱۹۵۲ء

کون سے عالم میں لے آیا ہے میرا دِل مجھے
ڈھونڈتی پھرتی ہے ہر جانب مری منزل مجھے

میں تو اِک شیشہ تھا شہرِ سنگ میں کیوں آگیا
زندہ رہنا ہو گیا ہے اب بہت مُشکل مجھے

عزم محکم ہو تو بن جاتا ہے مقصد راہ بر
خُود سہارا دے گی فکرِ دُوریٔ منزل مجھے

ناخُدا سے کیا غرض، پروردۂ طُوفاں ہُوں میں
مَوج کے دامن میں آتا ہے نظر ساحل مجھے

جو مِرے کل تک رہے تھے ہم خیال و ہم نگاہ
آج اُنہیں پہچاننا بھی ہے بہت مُشکل مجھے

سُننے والی بات تھی بہتر تھا سُنتے آپ بھی
مشورہ کچھ دے رہا تھا آج میرا دِل مجھے

اشک آنکھوں میں اُمنڈ آئے اندھیرا چھا گیا
کچھ نہ سُوجھا جب نظر آئی مری منزل مجھے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

زندگی کو بے حقیقت مَیں سمجھتا تھا کبھی
ہے مگر اَب موت بھی اندیشۂ باطل مجھے
مجھ کو اِن تازہ بہاروں سے ہَے کیا حاصل بہار
ہر گلِ خنداں نظر آتا ہے زخمِ دِل مجھے

بریلی ۱۹ر اکتوبر ۱۹۵۲ء



ایک شعر

خُدا جانے تری محفل میں کیا شَے بھُول آیا ہُوں
کہ ہر شَے اب مجھے کھوئی ہُوئی معلُوم ہوتی ہَے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کیا کہوں تم سے التجا کیا ہے ... خود سمجھ لو کہ مُدّعا کیا ہے
جس نے پہلے خدا کو پہچانا ... اُس بصیرت کا پُوچھنا کیا ہے
دُوسروں کے جو کام آ نہ سکے ... اُس کے جینے سے فائدہ کیا ہے
دِل میں رہ کر نظر سے اوجھل ہیں ... اِس سے بڑھ کر کوئی سزا کیا ہے
تُو مِرے اشکِ انفعال نہ دیکھ ... میرے دامن میں دیکھ کیا کیا ہے
ہائے وُہ دِل، جسے نہیں معلُوم ... دَرد کیا چیز ہے دوا کیا ہے
تیرا غم، تیری یاد، تیری طلب ... زندگی اِس کے ماسوا کیا ہے
جس کو دیکھو وُہی ہے سنگِ بدست ... مَیں ہُوں وحشی نہیں ہُوا کیا ہے

گُل کھلاتی ہے وُہ نگاہِ بہار!
صُبح کیا چیز ہے، صبا کیا ہے

لکھنؤ ۱۶ ستمبر ۱۹۵۳ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دیکھیں وُہ رنگ میرے دِلِ داغ دار کے
جو لوگ لکھ رہے ہیں قصیدے بہار کے
آج اُس نے مُسکرا کے جو پُوچھا مزاجِ دل
نقشے بدل گئے الِمَ روزگار کے
پھر مائلِ کرم سی ہے وُہ چشمِ نیم باز
پھر آ گئے پلٹ کے وہی دِن بہار کے
شاید غمِ حبیب سے اب کچھ سکوں مِلے
ہم آ رہے ہیں۔ کاکِلِ گیتی سنوار کے
یاد آئیں دوستوں کی ستم رانیاں بہار!
جب بھی کرم شمار کیے روزگار کے

مُراد آباد - ۲۱ جولائی ۱۹۵۴ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

خاکِ پروانہ کا ہر ذرّہ نوا پرداز ہے
حُسن کے جلووں پہ مِٹنا زندگی کا راز ہے

اے مُصوّر! نقش کاری کا یہ کیا انداز ہے
رنگ ہر تصویر کا آمادۂ پرواز ہے

عُقدۂ ناز و نیاز اِس کے سِوا کُچھ بھی نہیں
حُسن اگر اِک راز ہے تو عشق بھی اِک راز ہے

خُود شناسی زندگی ہے، خُود فراموشی ہے مَوت
گوش بَر آواز ہو، یہ رُوح کی آواز ہے

ہے فقط دو چار مَے خواروں پہ سَاقی کی نظر
کون کہتا ہے دَرِ میخانہ سب پر باز ہے

عشرتِ کُنجِ قفس کو زندگی کہتے نہیں
زِندگی، اے ہم صفیرو! جُرأتِ پرواز ہے

کیوں نہ کلیوں کی چٹک سے آنکھ بھر آئے بہار
شیشۂ دِل ٹُوٹنے کی بھی یہی آواز ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

لکھنؤ، ۳۰ نومبر ۱۹۵۴ء

میں اس کے سوا اور کیا چاہتا ہوں	تجھے اِک نظر دیکھنا چاہتا ہوں
وہ دردِ محبت ہو یا سوزِ فرقت	کوئی زیست کا آسرا چاہتا ہوں
ذرا، رُوئے روشن سے پردہ ہٹا دو	نظامِ دو عالم نیا چاہتا ہوں
بڑا لطف تھا اُن کی پہلی نظر میں	محبت کی پھر ابتدا چاہتا ہوں
یہ مقصد نہیں ہے کہ منظور بھی ہو	تجھے ایک سجدہ کیا چاہتا ہوں
ذرا آپ ہٹ جائیے درمیاں سے	میں زورِ جہاں دیکھنا چاہتا ہوں
ازل سے ہوں نخچیرِ عریانیت کا	کوئی مصلحت کی قبا چاہتا ہوں
سما جا مری آنکھ میں نور بن کر	شبِ غم کو میں جانچنا چاہتا ہوں

بہار! اُن کو کیا اپنا مقصد بتاؤں
یہی بات میں جاننا چاہتا ہوں

لکھنؤ۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۵۵ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

زِندگی ہے آتشِ اُلفت میں جَل جانے کا نام
جَل بُجھا تو ہو گیا مشہُور پَروانے کا نام

احتراماً سرنگوں اہلِ خِرد بھی ہو گئے
آگیا جب انجمن میں تیرے دیوانے کا نام

ہَے وُہی ساقی، وُہی دستُورِ مَے نوشی ہنُوز
ہاں، فقط بَدلا گیا ہَے اپنے مَے خانے کا نام

زِندگی اِس چار تِنکوں کے نشیمن میں کہاں
زِندگی تو ہَے فضا پر اُڑ کے چھا جانے کا نام

ہَے یہی رَسمِ زمانہ آج کل تو خوف کیا
آپ بھی رَکھ لیں حقیقت اپنے افسانے کا نام

شمع بھی تو جَل کے مَر جاتی ہے اپنی آگ میں
پھر یہ کیوں تنہا لِیا جاتا ہے پروانے کا نام

گوشۂ شبنم سے لے کر خندۂ گُل تک بہار!
ہر زباں پر ہے چمن میں اپنے افسانے کا نام

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

لکھنؤ - ۲۱ر دسمبر ۱۹۵۵ء

اپنے دامن میں لیئے کیف تمام آہی گیا
مُدّتوں کے بعد آج اُن کا پیام آہی گیا

دِل بھر آیا آج اُن کا بھی مری فریاد سے
شُکر ہے جذبِ دِلِ ناکام، کام آہی گیا

آب و دانہ کی کشش وجۂ اسیری ہوگئی
طائرِ آزاد آخر زیرِ دام آہی گیا

گُلستاں میں خُوش نُما پھُولوں کے چہرے دیکھ کر
میرے لب پر بے اِرادہ اُنکا نام آہی گیا

اِلتفاتِ چشمِ ساقی کی فسُوں کاری نہ پُوچھ
مَیں یہ سمجھا جیسے مُجھ تک دَورِ جام آہی گیا

جس جگہ معراج ہوتی ہے جنُونِ شوق کی
جادۂ اُلفت میں آخر وُہ مقام آہی گیا

ایک مُدّت سے تھے جس کے مُنتظر ہم اے بہار!
دہر میں وُہ اِنقلابِ تیز گام آہی گیا

(موجِ بہار)

لکھنؤ ۲۵ دسمبر ۱۹۵۵ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اُنہیں آزمانے کو جی چاہتا ہے
ذرا، رُوٹھ جانے کو جی چاہتا ہے

محبّت کے فِتنے ہیں سوئے ہُوئے سے
اِنہیں پھر جگانے کو جی چاہتا ہے

تِری مست آنکھیں ہیں یا حوضِ کوثر
یہیں ڈُوب جانے کو جی چاہتا ہے

نشیمن جَلا میرا سَو بار پھر بھی
نشیمن بنانے کو جی چاہتا ہے

جِدھر بندشیں ہیں، جدھر مُشکلیں ہیں
اُسی سَمت جانے کو جی چاہتا ہے

کوئی حادثہ ہونے والا ہے شاید
بہُت مُسکرانے کو جی چاہتا ہے

کہاں تک بہارؔ اپنے دِل کو سنبھالوں
یہ دولت لُٹانے کو جی چاہتا ہے

(موجِ بہار)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

لکھنؤ ۲۰ مارچ ۱۹۵۶ء

سینے میں سوزِ عشق کو پنہاں کئے ہوئے
بیٹھا ہوں لطفِ زیست کا ساماں کئے ہوئے

کب آئی، کب بہار گئی، کچھ خبر نہیں
مدّت ہوئی ہے سیرِ گلستاں کئے ہوئے

اب کیسے دور ہوں گی مرے دل کی الجھنیں
تم بھی ملے تو زلف پریشاں کئے ہوئے

یہ بھی ہے ایک صورتِ تسکینِ اضطراب
پھرتا ہوں زخمِ دل کو نمایاں کئے ہوئے

اللہ رے چمن میں جنوں خیزیٔ بہار
گل خندہ زن ہیں چاکِ گریباں کئے ہوئے

یہ کون روندتا ہوا کانٹے نکل گیا!
صحرا کے ذرّے ذرّے کو حیراں کئے ہوئے

روشن ہیں اے بہار! ابھی داغہائے دل
گو مدّتیں ہوئی ہیں چراغاں کئے ہوئے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

لکھنؤ۔ ۱۳ مئی ۱۹۵۶ء

کچھ ایسی ادا سے وہ شرما رہے ہیں
کہ ہم حالِ دل کہہ کے پچھتا رہے ہیں

مری آرزو ہو گئی ہے مکمل
ہر اک شے میں اب وہ نظر آ رہے ہیں

یہ عالم ہے اب شوق کی بیخودی کا
کہ منزل سے آگے بڑھے جا رہے ہیں

محبّت کی یہ طرفہ کاری تو دیکھو
ہم اُن کی جفاؤں پہ شرما رہے ہیں

ہمیں سے ہے قائم بھرم میکدے کا
کہ ہیں تشنہ لب، پھر بھی لہرا رہے ہیں

وہ میری نظر میں سمائے ہیں جب سے
نظر سے دو عالم گرے جا رہے ہیں

شعورِ خرد جن کو بخشا تھا میں نے
خدا بن کے وہ میرے پاس آ رہے ہیں

وہ گُل جن کو بننا تھا رُوحِ گلستاں
قیامت ہے کھلتے ہی مُرجھا رہے ہیں

بہارؔ! اُس نے دیکھا کچھ ایسی نظر سے
کہ ہم اپنی قسمت پہ اترا رہے ہیں

مُراد آباد۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۵۶ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بہاروں نے کی جھوم کر گل فشانی ترے حسن کی چھڑ گئی جب کہانی
سکوں سے کٹے کس طرح زندگانی خوشی جاوِدانی، نہ غم جاودانی
بہاریں نہ آئیں تو ذِمّہ ہمارا ذرا سونپ کر دیکھئے باغبانی
پکارو نہ تم زندگی بن کے مجھ کو کہ میں ہوں فقط مقصدِ زندگانی
مری بے زبانی کو سمجھے تو کوئی مکمل زباں ہے مری بے زبانی
تری جستجو میں جہاں بھی گئے ہم بنا آئے منزل نما اِک نشانی
مرے شوق کی وسعتیں دیکھتے ہی ہوئی مختصر خود بہ خود زندگانی
کہیں مجھ کو رسوائے عالم نہ کر دے مرے حال پر آپ کی مہربانی

بہآر اہلِ دنیا سے جا کر یہ کہہ دو
کہ سب سے بڑا جرم ہے ناتوانی

مراد آباد ۱۹ ارنومبر ۱۹۵۶ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کبھی یہ شاد ہوتا ہے، کبھی ناشاد ہوتا ہے
جِسے کہتے ہیں دِل، مجموعۂ اضداد ہوتا ہے

زمانے میں کوئی مظلُوم کا ساتھی نہیں مِلتا
کہوں کِس سے کہ اپنا آشیاں برباد ہوتا ہے

جو ہم کو قید کرتے ہیں، وُہ شاید بھُول جاتے ہیں
کہ ہر انساں جہاں میں فِطرۃً آزاد ہوتا ہے

درِ جاناں پہ ہم نے کر لِیا سجدہ محُبّت کا
یہ دیکھیں اب لبِ واعِظ سے کیا ارشاد ہوتا ہے

مِری جانب سے جا کر کوئی کہہ دے کم سوادوں سے
کہ جُوئے شِیر جو لاتا ہے وُہ فرہاد ہوتا ہے

اُمیدوں کا جنازہ لے کے وُہ آخر کہاں جائیں
بہار آتے ہی جن کا آشیاں برباد ہوتا ہے

بہارؔ! اشعار تو اپنے ہیں رُودادِ غمِ ہستی!
تعجّب ہے زمانہ ان سے کیوں دلشاد ہوتا ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

لکھنؤ-۲۲ر نومبر ۱۹۵۶ء

کہا کیوں غمِ آرزو کا فسانہ
نہ آنسو ٹپکتے، نہ ہنستا زمانہ

کسے اپنے در سے اُٹھایا ہے تو نے
لرزنے لگا ہے ترا آستانہ

بدل دو نظامِ چمن اے بہارو!
کسی کا نہ اُجڑے مگر آشیانہ

جسے حسنِ مستور کہتی ہے دُنیا
تعارف مرا اُس سے ہے غائبانہ

محبت کی منزل بہت ہی کٹھن ہے
مرے ساتھ چلئے گا شانہ بہ شانہ

شبِ غم کرم باغباں کا تو دیکھو
کہ دی روشنی پھونک کر آشیانہ

فقط اِس کے عنوان بدلے گئے ہیں
وُہی ہے زمانے کا اب تک فسانہ

ہمیں جب بھی دار و رسن نے پکارا
اُٹھے والہانہ، بڑھے غازیانہ

زمانے کا احسان ہم کیوں اُٹھائیں
بہارؔ اپنی ہستی ہے خود اِک زمانہ

لکھنؤ۔ ۱۸ر دسمبر ۱۹۵۶ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

عشق میں سرفراز ہیں ہم لوگ
صاحبِ امتیاز ہیں ہم لوگ

پُوچھنا کیا، ہماری ہستی کا
تیری ہستی کا راز ہیں ہم لوگ

ہر مصیبت کو ناز ہے جن پر
وہ مُصیبت نواز ہیں ہم لوگ

شمع روئی ہے دیکھ کر جن کو
وہ سراپا گداز ہیں ہم لوگ

معصیّت اور تصوّرِ رحمت
کس قدر پاک باز ہیں ہم لوگ

محفلِ دار ہو کہ بزمِ وفا
ہر جگہ سرفراز ہیں ہم لوگ

کیوں نہ رنگیں ہو نغمہ اپنا بہارؔ
بربطِ سوز و ساز ہیں ہم لوگ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

حیدرآباد دکن، ۲۷ر اکتوبر ۱۹۵۷ء

عشق میں بے نقاب ہیں ہم لوگ — آپ اپنا جواب ہیں ہم لوگ
ہم کو صبر و سکوں سے کیا نسبت — خوگرِ اضطراب ہیں ہم لوگ
جن سے قائم ہے زندگی کا جمال — وہ سراپا شباب ہیں ہم لوگ
نظمِ دنیا بدل دیا ہم نے — کس قدر کامیاب ہیں ہم لوگ
ہم پہ تاریخِ عصر نازاں ہے — بانیٔ انقلاب ہیں ہم لوگ
حسن اور عشق کی حکایت کا — ایک رنگین باب ہیں ہم لوگ
ہم پہ ایمان لائیں اہلِ جہاں — آسمانی کتاب ہیں ہم لوگ
صبحِ محشر ہے آنکھ کا کھلنا — رہنے دو محوِ خواب ہیں ہم لوگ

رازِ فطرت جو کھولتے ہیں بہار
ہاں، وہ حکمت مآب ہیں ہم لوگ

مراد آباد ۔ ۱۲ر جولائی ۱۹۵۸ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دیر و حرم سے دُور ، زمین و زماں سے دُور
محوِ خیالِ دوست ہے، دونوں جہاں سے دُور
انجم سے، مہر و مہ سے الگ، کہکشاں سے دُور
میرا مقامِ شوق ہے ، ہفت آسماں سے دُور
شؔو درجہ اِس فرار سے بہتر ہے خُود کشی
کیوں جائیں خوفِ برق میں ہم گُلستاں سے دُور
محرومِ التفات رہیں مے کدے میں ہم
یہ بات ہے طریقتِ پیرِ مُغاں سے دُور
قائم ہے اِس کے لمس سے پھُولوں کی زندگی
مُمکن نہیں نسیم رہے، گُلستاں سے دُور
یہ شیخ و برہمن مری منزل نہ جان لیں
بیٹھا ہُوں سر جھکائے ترے آستاں سے دُور
کیا جانیں کب وہ لوٹ کے آئیں گے اَے بہار!
جو ہم صفیر اُڑ گئے ہیں گُلستاں سے دُور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

لکھنؤ ۱۵ اگست ۱۹۵۸ء

بخشا ہے تیرے غم نے وُہ جذب عارفانہ
میری نگاہ میں ہے، موہُوم کُل زمانہ
ہو جس کے زیر و بم میں، طُوفان زندگی کا
ہو جائے اے مُغنّی! ایسا کوئی ترانہ
اِس عزم سے چلا چل، تُو راہِ زندگی میں
آگے نہ تجھ سے نکلے، یہ گردشِ زمانہ
ہم، جس کی جستجو میں، سرگرم تھے ازل سے
اوراقِ زندگی میں، پایا وُہی فسانہ
اے ہم صفیر ناداں! اُڑ کر فضا پہ چھا جا
زنجیر پاؤں کی ہے، طائر کو آشیانہ
غم ہائے زندگی کو، جو غم نہیں سمجھتے
ہے اُن کی ٹھوکروں میں، بیداد گر زمانہ
کس درجہ پُرکشش تھے سجدے بہار! میرے
حیرت سے دیکھتے ہیں، وُہ اپنا آستانہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

غازی آباد - ۷ ار دسمبر ۱۹۵۸ء

ہر طرف شہر میں اِک بھیڑ ہے فرزانوں کی
بات سُنتا ہی نہیں اب کوئی دیوانوں کی

دامنِ شمع ہے اور لاشیں ہیں پروانوں کی
ہائے توقیر، یہ اِک رات کے مہمانوں کی

دھجّیاں اُڑتی ہیں ہر سمت گریبانوں کی
قابلِ دید ہے وحشت ترے دیوانوں کی

اُس کو ساحل پہ پہنچنے کا کوئی حق ہی نہیں
زحمتیں جس نے اُٹھائی نہ ہوں طوفانوں کی

بے نیازانہ ترے در سے گزر جاتے ہیں
یہ بھی اِک شانِ وفا ہے ترے دیوانوں کی

آپ کچھ سوچئے آرائشِ گلشن کے لئے
ہم ذرا خاک اُڑا آئیں بیابانوں کی

گردشِ وقت بھی کترا کے نکل جاتی ہے
ہمتیں قابلِ تعظیم ہیں دیوانوں کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اے غمِ دوست! خدا تجھ کو سلامت رکھے
تجھ سے آباد ہے دُنیا مرے ارمانوں کی
ڈوبتوں کو جو کنارے پہ لگاتی ہیں بہار!
ایسی موجیں بھی ہُوا کرتی ہیں طوفانوں کی

لکھنؤ، ۲ مارچ ۱۹۵۹ء

ایک شعر

دیکھ کر اُن کو مری آنکھوں میں آنسو آ گئے
وائے قسمت آج اظہارِ محبّت ہو گیا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کوئی تیرے سوا نہیں دم ساز ‌ ‌ ‌ ‌ اے غمِ دوست! تیری عمر دراز

کب سے تھوں تیرے آستانے پر ‌ ‌ ‌ ‌ آرزو مندِ سجدہ ہائے نیاز

کہہ رہا ہے یہ شمع کا جلنا ‌ ‌ ‌ ‌ زندگی سربسر ہے سوز و گداز

کیوں ہے مصروف آشیاں بندی؟ ‌ ‌ ‌ ‌ ہے ترا شوق دشمنِ پرواز

بجلیاں کوندنے لگیں دل میں ‌ ‌ ‌ ‌ اُف تمہاری نگاہ کے انداز

ہم ہیں پیغام بر بھی، شاعر بھی ‌ ‌ ‌ ‌ ہم نے کھولا ہے کائنات کا راز

عشق، تیری نگاہ کا افسوں ‌ ‌ ‌ ‌ حسن، میری نگاہ کا اعجاز

حسن، تیرے وجود کی تشکیل ‌ ‌ ‌ ‌ عشق، میرے ضمیر کی آواز

عشق ہی سے وقارِ حسن کا ہے ‌ ‌ ‌ ‌ ناز کو بھی ہے احتیاجِ نیاز

اور بھی پیاس بڑھ گئی پی کر ‌ ‌ ‌ ‌ ہائے ساقی کے لطف کے انداز

اپنی ہستی پہ، یہ گماں ہے بہار!
جیسے ہو کوئی دور کی آواز

مراد آباد - ۱۶ ستمبر ۱۹۵۹ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

وہ گرفتار ہو چکے آزاد — جن کو ہے پاسِ خاطرِ صیّاد
جیسے تم بھول ہی گئے ہو مجھے — اِس طرح تم کو کر رہا ہُوں یاد
رنگ و بُو کی مجھے تلاش نہیں — یہ بہاریں ہیں خُود مری ایجاد
حُسنِ شیریں ہے سر بہ سر معصوم — خُونِ فرہاد بر سرِ فرہاد
جہاں دو چار رند جا بیٹھے — وہیں مے خانے ہو گئے آباد
جادۂ شوق طے کیئے جاؤ — جُرأتیں بخش دے گی خُود اُفتاد
جب ہنسے پھُول، رو پڑی شبنم — باغِ ہستی کی ہے یہی رُوداد
جانِ خُوبی ہے میری بربادی — بُوئے گُل کی طرح ہُوں میں برباد

دِل کے تابع، نظامِ گُل ہے بہار!
قید کیسی، اگر ہے دِل آزاد

مُراد آباد۔ ۱ جنوری ۱۹۶۰ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جس بشر کی زندگی میں دردِ دِل شامل نہیں
اشرف المخلوق کہلانے کے وُہ قابل نہیں

اور اب کیا چاہتا ہے اضطرابِ دِل! بتا
آ کے منزل پر بھی مَیں آسُودۂ منزل نہیں

تُند موجوں سے کوئی کھیلے گا کیا میری طرح
ڈُوبتا جاتا ہُوں لیکن حسرتِ ساحل نہیں

اِس طرح ہوتا ہُوں اب مَیں اُن کی محفل میں شریک
ہر کوئی سمجھے کہ یہ وابستۂ محفل نہیں

کچھ تو ہو، جس سے دلِ مُضطر کو آجائے قرار
ہم نے مانا، وُہ ہمارے حال سے غافل نہیں

ساقیا! پھر اِس قدر کیوں کیف آگیں ہے شراب
اِس میں کچھ کیفِ نظر تیرا اگر شامل نہیں

بڑھ گیا جوشِ عمل کچھ اور بھی دِل میں بہار!
کیسے کہہ دُوں سعیٔ لاحاصل سے کچھ حاصل نہیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

لکھنؤ ۲۰ جنوری ۱۹۶۱ء

لطفِ ہستی اُسی کو حاصل ہے   جس کے پہلو میں مضطرب دل ہے
موڑ دیتے ہیں جو رُخِ طوفاں   اُن کو ہر موج ایک ساحل ہے
میں ہوں اب اُس مقام پر کہ جہاں   ذرّہ ذرّہ حریفِ منزل ہے
خون میرا ہے اپنے دامن پر   کیا کہوں کون میرا قاتل ہے
تم مرے ہم سفر نہ ہو لِللّٰہ   منزلِ عشق سخت مشکل ہے
کل تو خیر اُن کی صبحِ رخصت تھی   آج افسردہ کِس لئے دل ہے
کیوں گھٹا دوں نہ لَو چراغوں کی   سخت نادم تمام محفل ہے
کھو گیا ہوں خود اپنی ہستی میں   یہ تری جستجو کا حاصل ہے
حیف نبّاضِ سارے عالم کا   وقت کی دھڑکنوں سے غافل ہے
زندہ باد اَے خیالِ جلوۂ دوست!   تجھ سے پُر نور خلوتِ دل ہے

کیوں نہ دِلکش ہو میرا نغمۂ بہار!
اِس میں دردِ حیات شامل ہے

مراد آباد۔ ۱۹ دسمبر ۱۹۶۷ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

عشق میں اپنی یہ فطرت ہو گئی
ہر اذیّت عینِ راحت ہو گئی

دِل تڑپ سکتا ہے کہہ سکتا نہیں
کیا کہوں کِس سے محبّت ہو گئی

کچھ تو بخشا ہے، بلا سے غم سہی
دِل بہل جانے کی صورت ہو گئی

آپ کیا پہلو بچا کر چل دیئے
عشق میں پیدا لطافت ہو گئی

اُن کا اندازِ مسیحائی نہ پُوچھ
پھر مُجھے جینے کی حسرت ہو گئی

تیری خُوشنودی کا جو طالب ہُوا
زندگی اُس کی عبادت ہو گئی

اے نگاہِ ناز! میں تیرے نثار
میری دُنیا رشکِ جنّت ہو گئی

آدمی جتنی ترقّی کر گیا
زندگی اُتنی پُر آفت ہو گئی

دیکھ کر رنگِ گلستاں اے بہار!
ہم کو پھُولوں سے بھی نفرت ہو گئی

مُراد آباد۔ ۱۲ر فروری ۱۹۶۲ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اب تو شاید آ گئے ہم اپنی منزل کے قریب
اِک تجلّی سی نظر آتی ہے محمل کے قریب
عِشق نے منزل بنا لی آج منزل کے قریب
خاکِ پروانہ پڑی ہے شمعِ محفل کے قریب
شام ہوتی ہے تو بہلاتی ہیں جھوٹی آہٹیں
یاد آتے ہو تو لَو اُٹھتی ہے اِک دِل کے قریب
اُن کے مِلنے سے بِچھڑنے تک کی یہ رُوداد ہے
جَیسے کشتی ڈُوب جائے آ کے ساحل کے قریب
شوق اِس درجہ مِرے عزمِ سفر کے ساتھ تھا
مَیں پلٹ آیا ہُوں اکثر جا کے منزل کے قریب
لُطفِ امواج تلاطم اُن کے دِل سے پُوچھیئے
جو اُبھرتے ڈُوبتے آئے ہوں ساحل کے قریب
دیکھیئے انجام کیا ہو، ضبطِ غم کا اے بہار!
آ گیا دردِ جگر بڑھتا ہُوا دِل کے قریب

اکتوبر گست ۱۹۶۲ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دِل ہی کو پیکرِ غمِ جاناں بنا دِیا
مُشکل تھی زِندگی اُسے آساں بنا دِیا

کِس کے جلو میں، آگیا طوفانِ رنگ و بُو!
ساری فضا کو کِس نے گُلستاں بنا دِیا!

جو شورشیں سما نہ سکیں کائنات میں
اُن شورشوں کو فطرتِ اِنساں بنا دِیا

ناکامیوں نے مجُھ کو دِیا درسِ جد و جہد
خُود مُشکلوں نے کام کو آساں بنا دِیا

ہر حادثہ کے ساتھ سَنواری ہَے زندگی
ہر رنج کو حیات کا عنواں بنا دِیا

رکھ لی جنُوں نے آبلہ پائی کی آبرُو
کانٹوں کو رشکِ سُنبل و ریحاں بنا دِیا

اُن کی نِگاہِ لُطف کے قُربان اے بہار!
غم کو نشاط، دَرد کو درماں بنا دِیا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

لکھنؤ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۳ء

جمالِ شاہدِ فطرت کا پردہ دار ہوں میں
گلوں کی کیا ہو تمنّا کہ خود بہار ہوں میں

الم کی تہ میں بھی رنگِ نشاط شامل ہے
مزاجِ ہستیٔ فانی کا راز دار ہوں میں

عجب طلسم کا عالم ہے بزمِ ساقی میں
نہ بے خبر ہوں میں خود سے نہ ہوشیار ہوں میں

جبینِ شوق کبھی وقفِ آستاں نہ ہوئی
وقارِ عشق و محبّت کا پاسدار ہوں میں

جیوں تو ننگِ محبت، مروں تو ننگِ وفا
اسیرِ کشمکشِ جبر و اختیار ہوں میں

خدا کرے کوئی تیرا پیام لے آئے
ترے بغیر کئی دن سے بے قرار ہوں میں

بہار مجھ سے محبّت کا حق ادا نہ ہوا
سمجھ رہا تھا زمانہ وفا شعار ہوں میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

پرتاپ گڑھ ۔ ۱۷ اپریل ۱۹۶۳ء

جلوہ دِکھا کے چھُپ گیا وُہ جانِ آرزُو
اُجڑا شگفتہ ہو کے گلستانِ آرزُو

جی چاہتا ہے اَب نہ ہو درمانِ آرزُو
کتنا لطیف ہے ترا پیکانِ آرزُو

عالمؔ تمام عالمِ انوار بن گیا
اُلٹا یہ کس نے گوشۂ دامانِ آرزُو!

ہم تو خموش بیٹھے تھے کلُ ان کی بزم میں
آنکھوں سے خُود اُمنڈ پڑا طوفانِ آرزُو

آخر کبھی تو آئیں گے وُہ راہ پر بہار!
چھوڑو نہ دستِ شوق سے دامانِ آرزُو

دھلی ۱۵ر اگست ۱۹۶۴ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہر طرف حُسن ہے، جوانی ہے — کیا محبت کی مہربانی ہے
داغِ دِل کیوں نہ ہو عزیز مجھے — تیری بخشی ہُوئی نشانی ہے
بچ کے چلتی ہے موت بھی اُس سے — جس نے جینے کی دِل میں ٹھانی ہے
ہر نظر کیف، ہر ادا مستی — ہائے کیا چیز نوجوانی ہے
آج کیا بات ہے کہ شامِ فراق — صُبحِ عشرت سے بھی سُہانی ہے
اُس کو پھُولوں میں تولیے صاحب! — جس نے دُشمن کی قدر جانی ہے
کچھ غمِ دوست، کچھ غمِ دوراں — اور کیا چیز زندگانی ہے
ہر مصیبت زدہ کا افسانہ — درحقیقت مری کہانی ہے

جان اُن سے عزیز کیوں ہو بہار
اُن پہ مرنا ہی زندگانی ہے

مُرادآباد - ۱۶ ستمبر ۱۹۶۴ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

سمجھنے سے بشر قاصر ہے کیا کیا   خدا جانے کہ ہے رازِ بقا کیا
یونہی بس مسکراتے جائیے آپ   جوابِ التماس و التجا کیا
نچوڑی جب کبھی ہم نے شبِ غم   ہوئی ہے بارشِ انوار کیا کیا
نہ تھا جب ہوش ہی تو کیا بتاؤں   نگاہِ ناز کا پیغام تھا کیا
بھرا ہے مے کدہ اور رندِ پیاسے   کہیں ساقی کی ہم شانِ عطا کیا
گریباں چاک کر ڈالے گلوں نے   خدا جانے صبا نے کہہ دیا کیا
خود اپنے آپ سے جو بے خبر ہیں   سنیں گے وہ مرے دل کی صدا کیا
مرے ہم راہ تھوڑی دور چل کر   وہ منزل کر گئے دشوار کیا کیا

ہمارے حال کی اُن کو خبر ہے
بہارؔ! اُن سے کہیں ہم مدعا کیا

لکھنؤ، ۲۷؍نومبر ۱۹۶۴ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جب کوئی چوٹ دِل نے کھائی ہے — وہ نظر خوب مسکرائی ہے

میرے عزمِ جواں سے جب اُلجھی — موجِ طوفاں نے مُنہ کی کھائی ہے

کچھ نہ اشکوں سے بن پڑا، پھر بھی — دو گھڑی راہ جگمگائی ہے

عشق بے امتیاز سے اکثر — حُسن نے بھی شکست کھائی ہے

بس گئی ہے فضا میں نکہتِ حُسن — کس نے رُخ سے نقاب اُٹھائی ہے!

جس کا جی چاہے اب چلا آئے — ہم نے اِک راہِ نَو بنائی ہے

جب ہنسا ہوں نِکل پڑے آنسو — میرے مالک! تری دُہائی ہے

ہائے وہ کُشتۂ وفا، جس نے — آپ اپنی صلیب اُٹھائی ہے

جب بھی فُرصت ذرا ہوئی ہے بہار!
دفعتاً اُن کی یاد آئی ہے

لکھنؤ ۲۲، دسمبر ۱۹۶۴ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تیری نگاہ شاید دِل کی مزاج داں ہے
بخشی ہے وُہ جرأت، جو مُدعائے جاں ہے

دیوانہ کر دِیا ہے، گُم گشتگی نے اِتنا
منزل سے پُوچھتا ہُوں، منزل مِری کہاں ہے

صِرف اپنے آشیاں کی، کیوں فِکر کر رہے ہو
گُلشن کی خیر مانگو، گُلشن سے آشیاں ہے

ایسی بہار کو ہم، کیسے بہار سمجھیں
زخمی کلی کلی ہے، شاخوں سے خُوں رواں ہے

اِس کش مکش میں آخر، کیسے مِلے گی منزل
ہر فرد کارواں کا سالارِ کارواں ہے

جب ذِکر تیرا ہوگا، میرا بھی ذِکر ہوگا
مَیں تیری داستاں ہُوں۔ تُو میری داستاں ہے

لُٹ جائے کیا تعجّب، پھر اے بہار! گُلشن
گُل چیں کا ہم پیالہ، گُلشن کا پاسباں ہے

رام پور۔ ۲۵ راگست ۱۹۶۵ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

غم سے لطفِ حیاتِ آدم ہے
آہ، وہ آدمی، جو بے غم ہے

منزلیں اُن کے چومتی ہیں قدم
زندگی، جن کی سعئ پیہم ہے

رازِ گلشن نہ لے اُڑی ہو صبا
ہر گُلِ تر کی آنکھ پُرنم ہے

کائناتِ جنوں کو ہیچ نہ جان
اِس کا ہر ذرّہ ایک عالم ہے

اِس نئی روشنی میں ہر چہرہ
غیر واضح ہے اور مُبہم ہے

دِل سے جاتا نہیں خیال اُن کا
یہ بھی اِک التفاتِ پیہم ہے

اُن میں خورشیدِ حُسن کا ہے غرور
مُجھ میں زعمِ انائے شبنم ہے

حُسن خود بھی ہے، جس کا شیدائی
عِشق وہ جلوۂ مجسّم ہے

زیست سرمایۂ اجل ہے بہارؔ!
بھول جا کیا خوشی ہے کیا غم ہے

مُراد آباد۔ ۳۰؍ اگست ۱۹۶۵ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

فریبِ صبح کے پردے اُٹھائے جاتے ہیں
کہ ہم سحر کو بھی شمعیں جلائے جاتے ہیں

بہار میں جو نشیمن جلائے جاتے ہیں　　چمن پرستوں کے ظرف آزمائے جاتے ہیں

جنہیں شعور ہے آرائشِ گلستاں کا　　وُہ کائنات کو صحرا بنائے جاتے ہیں

وُہ راہ رو کبھی منزل کو پا نہیں سکتے　　ابھی سے جن کے قدم ڈگمگائے جاتے ہیں

اِسی نظر نے مرا دِل تباہ کر ڈالا　　اِسی نظر سے مقدّر بنائے جاتے ہیں

ہمیں سے عظمت و شانِ حیات زندہ ہے　　شکستہ دِل ہیں مگر مسکرائے جاتے ہیں

خُدا کرے وُہی پھولوں میں دِن گزار سکیں　　جو میری راہ میں کانٹے بچھائے جاتے ہیں

مُسافرانِ رہِ زندگی نہ گھبرائیں　　چراغِ فکر و نظر ہم جلائے جاتے ہیں

ہماری وسعتِ دِل کا بہار! کیا کہنا
ہر ایک غم کو غمِ دِل بنائے جاتے ہیں

لکھنؤ ۱۶ ستمبر ۱۹۶۵ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہمہ تن گوش اِک زمانہ ہے
نالۂ دل بھی کیا ترانہ ہے

پھول ہنستے ہیں اشکِ شبنم پر
ہائے کیا سنگ دل زمانہ ہے

دلِ زندہ اگر ہو سینے میں
ہر نفس ایک تازیانہ ہے

لاکھ قیدِ قفس میں ہو آرام
آشیانہ ، پھر آشیانہ ہے

دِل جلوں کی ہنسی، ہنسی نہ سمجھ
غم چھپانے کا اِک بہانہ ہے

دِل کو اے بوالہوس! نہ کر برباد
رازِ ہستی کا یہ خزانہ ہے

ذوقِ سجدہ مرا نہ پوچھ بہارؔ!
سر ہے اور دِل کا آستانہ ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اعظم گڑھ ۔ ۲ نومبر ۱۹۶۵ء

حسن میں شانِ خود نمائی ہے — عشق نے کائنات پائی ہے
زندگی بن گئی ہے کیف و سرور — تم نے آنکھوں سے کیا پلائی ہے
ہر مسرت ہے ابتدائے الم — کیا نرالی تری خدائی ہے
غم ہستی نے آئینہ بن کے — میری صورت مجھے دکھائی ہے
کیا زمانے سے ہو امیدِ وفا — اس کی فطرت ہی بیوفائی ہے
جسے کہتے ہیں گم شدہ جنت — چشمِ ساقی میں ہم نے پائی ہے
ہم سے اس در کی عظمتیں پوچھو — ہم نے تقدیر آزمائی ہے
جیسے مہتاب جھیل میں اترے — یوں تری یاد دل میں آئی ہے

دیکھئے کون ہارتا ہے بہار!
وقت سے زور آزمائی ہے

مراد آباد ۔ ۲۵ ؍ جون ۱۹۶۶ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

چھڑ گیا آج کِس کا فسانہ
کروٹیں لے رہا ہے زمانہ
اَب تو بس اِک یہی آرزو ہے
میرا سَر ہو ترا آستانہ
اِن کے ہیں زبانوں پہ نعرے
مشورے ہیں مگر مُفسدانہ
چشمِ شوق! اُن سے یُوں عرضِ غم ہو
ہر نظر میں ہو دِل کا فسانہ
شعلے میرے نشیمن سے اُٹھے
جب کِسی کا جَلا آشیانہ
صِرف عنوان بَدلو گے کب تک؟
ہو سکے تو بدل دو فسانہ
اَے بہار اُن کی مُبہم نظر بھی
شوقِ دِل کو ہے اِک تازیانہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

لکھنؤ ۲ر دسمبر ۱۹۶۶ء

شاید اُس نے یاد کیا ہے　　دِل کی دھڑکن آج سوا ہے

جس کو دیکھو مستِ اَنا ہے　　آج کا اِنساں اپنا خُدا ہے

یہ کیسے سب کو سمجھاؤں　　کیوں کانٹوں سے پیار کیا ہے

سامنے اُن کے اشک بہائے　　کِتنے ادب سے حال کہا ہے

حُسن کے آگے عرضِ تمنّا　　اے دِل! یہ توہینِ وفا ہے

وہ طوفاں سے کیا اُلجھے گا　　ساحل پر، جو گھبراتا ہے

راہِ طلب کی ہر دُشواری　　اہلِ نظر کی راہ نُما ہے

دیکھ کے عزم و شوق ہمارا　　جادۂ منزل خُود سمٹا ہے

اہلِ خِرد ہیں نادم نادم　　کِس نے گریباں چاک کیا ہے!

حُسن کا شکوہ کرنے والو!　　اپنی وفا کو بھی پرکھا ہے

اُن کو بہار! افسردہ پا کر
اپنا غم بھی بھول گیا ہے

لکھنؤ ۱۶ ستمبر ۱۹۶۷ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کانٹوں سے کیوں اِتنی نفرت — کانٹے بھی ہیں باغ کی زینت
اُن کا غم اور اُن کی محبّت — یہ بھی نعمت، وہ بھی نعمت
چاند بھی ہے، تارے بھی لیکن — شامِ فُرقت، شامِ فُرقت
آنکھیں ہیں تو پڑھتے چلیئے — ہر ذرّہ ہے ایک حکایت
کانٹوں کا مُنہ چُوم رہا ہُوں — دیکھ کے فصلِ گُل کی حالت
مَیں اور میری تشنہ کامی — ساقی اور دعوئ سخاوت
بے جا ہے قسمت کا شِکوہ — ہِمّت سے بنتی ہے قِسمت
دَیر و حرم کے جھگڑے چھوڑو — حُسنِ عمل ہے اصل عبادت
رحمت نے دامن پھیلایا — دیکھ کے میرے اشکِ ندامت
کیوں نہ ترا غم دِل میں چھپا لوں — تیرا غم ہے میری دَولت
موت کی خواہش کرنے والو! — بھول گئے کیا زیست کی عظمت
مَیں بھی چُپ ہوں وہ بھی چُپ ہیں — یہ بھی ہے اندازِ محبّت

کیسے بہار اُن کو مَیں بھلا دُوں
اُن کا غم ہے میری قسمت

لکھنؤ۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۶۷ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

سمجھے کون یہ رازِ گلشن ہر گُل کا کیوں چاک ہے دامن

ہم اور برق کو زحمت دیتے پھونک دیا خود اپنا نشیمن

اب کیسے پہچانے کوئی ایک سے ہیں رہ بر اور رہ زن

حق ہے تیرا فصلِ گُل پر ڈرتا کیوں ہے؟ بھر لے دامن

خار گلے کا ہار ہوئے ہیں اُف رے مآلِ خدمتِ گلشن

راہِ طلب تاریک ہو کیوں کر داغِ جگر ہیں روشن روشن

جس کو ہم طوفاں سمجھے تھے قلبِ ساحل کی تھی دھڑکن

گُل چینی آسان نہیں ہے اُلجھے گا کانٹوں سے دامن

اور کہیں جا، اے غمِ دُنیا! میرا دِل ہے اُن کا مسکن

جانے کیسا دور آیا ہے جس کو دیکھو اپنا دُشمن

دِل نے کیا کیا پھول کھلائے آنکھوں سے برسا کے ساون

سُننے والو! ہوش میں رہنا میرا شعر ہے دِل کی دھڑکن

تُو نے بہار! افسوں کیا پھونکا
آگ لگی ہے گلشن گلشن

لکھنؤ۔ ۱۹ر جنوری ۱۹۶۸ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جب کبھی اُن کی یاد آتی ہے — آنسوؤں کے دِیئے جلاتی ہے
دیکھ کر وقت کے مسائل کو — تیری زُلفوں کی یاد آتی ہے
تجھ سے جب کوئی رسم و راہ نہیں — پھر تِری یاد کیوں ستاتی ہے
کوئی افسانہ چھیڑ اَے غمِ دوست! — ہجر کی رات بڑھتی جاتی ہے
تم مِرے ساتھ ہم سفر تھے جہاں — اب بھی وُہ راہ جگمگاتی ہے
زندگی ہے وُہ مشعلِ روشن — لمحہ بھر کو جو ہاتھ آتی ہے
اب تو ذکرِ وفا پہ بھی اکثر — خُود بہ خُود آنکھ ڈبڈباتی ہے
موت کا نام ہو گیا بدنام — زندگی! تُو ہمیں مٹاتی ہے

مَیں حقیقت کا ترجماں ہُوں بہارؔ
میرا ہر شعر واردَاتی ہے

لکھنؤ۔ ۱۲ر اپریل ۱۹۶۸ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

گُھٹتا ہے دھرتی کا سہاگ
غیرتِ انساں! اب تو جاگ
چھیڑ دے مُطرب! ایسا راگ
جو بھڑکا دے دِل کی آگ
لاکھ پِلاؤ دُودھ اِنھیں
پھر بھی ڈس لیتے ہیں ناگ
گُذری باتیں دُہرا کر
دِل میں لگا دی تُم نے آگ
کِس کے عزم و ہمّت سے
جاگ اُٹھے دھرتی کے بھاگ
شمع بُجھانے بیٹھے ہو
دامن میں لگ جائے نہ آگ
ہم ہی بہار! آخر اِک دِن
ہاتھ میں لیں گے دہر کی باگ

رام پُور۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۶۸ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

صبح کو منسوب کر دے شام سے / کام لے کچھ گردشِ ایّام سے

ہو گیا ہوں اس قدر مانوسِ غم / دِل لرزتا ہے خوشی کے نام سے

دِل سے دِل مِلنے کا عالم کیا کہوں / جام ٹکراتا ہے جیسے جام سے

سُرخرو ہونے لگی ہے زِندگی / دَرد سے، آزار سے، آلام سے

ہائے اُس طائر کی دُور اندیشیاں / آشیاں بدلا ہے جس نے دام سے

یا عطا کر سب کو، اے پیرِ مُغاں! / یا اُلٹ دے بادہ میرے جام سے

مرنے والے کِس لئے شاداں نہ ہوں / چھُٹ رہے ہیں زیست کے الزام سے

مَیں ہُوا مصلوب اِس تقصیر پر / ہٹ کے کیوں چلتا تھا راہِ عام سے

شیوۂ مردانگی ہے یہ بہار!
کھیلتا جا گردشِ ایّام سے

لکھنؤ۔ ۱۲، دسمبر ۱۹۶۸ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

زخم کھا کر بھی دل غزل خواں ہے
ہم سے شانِ وفا نمایاں ہے

زیست دی ہے تو دردِ زیست بھی دے!
یہ فسانہ بغیر عنواں ہے

دل کا ہر گوشہ جگمگا اُٹھا
تیرا غم ہے کہ مشعلِ جاں ہے

ہم نے شکوہ کیا تھا دُنیا کا
کیوں تمہاری نظر پشیماں ہے؟

آدمی موت سے نہیں خائف
آدمی زیست سے ہراساں ہے

شکوہ سنجِ حیات! پھول کو دیکھ
دل ہے صد چاک پھر بھی خنداں ہے

حُسن سے کم نہیں ہے جلوۂ عشق
میری مانند وہ بھی حیراں ہے

ماہ و انجم بھی کر لیئے تسخیر
پھر بھی تاریک بزمِ اِنساں ہے

غم کو برباد اَے بہار! نہ کر
نگہۂ ناز کا یہ احساں ہے

مُراد آباد۔ ۱۳، اپریل ۱۹۶۹ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہر اَلم باعثِ مسرّت ہے
یہ غمِ دوست کی عنایت ہے
نام رہتا ہے تیرا وردِ زباں
بس یہی اِک تری عبادت ہے
اَے غمِ زندگی! نہ ہو ناراض
مُسکرانا ہماری فِطرت ہے
عِشق میں شکوہ و شکایت کیا
عِشق تو سَر بہ سر عبادت ہے
زِندگی کی تمام رنگینی
دِلِ پُرسوز کی بدولت ہے
تجھُ کو تیری نِگاہ سے دیکھوں
دِل میں ہر لحظہ اب یہ حسرت ہے
بندگی میں انانیّت ہی بہار!
آدمی کی عظیم دولت ہے

لکھنؤ ۱۵ اگست ۱۹۶۹ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کیوں جلا دوں نہ میں آشیانہ
روشنی چاہتا ہے زمانہ
عرضِ غم پر وہ کیا مسکرائے
کہہ گئے ایک مبہم فسانہ
پھر زمانے پہ کیا معترض ہوں
ہم جہاں ہیں وہیں ہے زمانہ
اہلِ گلشن کو ہے اک نصیحت!
میرا جلتا ہوا آشیانہ
میرے سجدوں کی ہے یہ کرامت
وجد میں ہے ترا آستانہ
رہ گزاروں میں رہ زن کھڑے ہیں
رہ بری کا گیا اب زمانہ
اے بہار! ان کو اپنا سمجھ کر
کہہ دیا ہم نے دِل کا فسانہ

مراد آباد ۔ نومبر ۱۹۴۹ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نا اُمیدی بھی کیا سہارا ہے
اب تو ہر موج اِک کنارا ہے
غنچہ چٹکا تو یُوں ہُوا محسُوس
جیسے تُم نے مجھے پُکارا ہے
لذّتِ دردِ سے نہ کر محرُوم!
زندگی کا یہی سہارا ہے
خُوب چمکا ہے چہرۂ ماحول
اُن کی زُلفوں کو جب سنوارا ہے
کوئی وعدہ ہے اب نہ کوئی اُمید
پھر بھی دِل مُنتظر تمہارا ہے
پھُول چُننے کا ہم کو حُکم نہیں
یُوں تو سارا چمن ہمارا ہے
جب بھی دریائے غم میں ڈُوبا ہُوں
بڑھ کے موجوں نے خود اُبھارا ہے
یہ محبّت کی بات ہے، ورنہ
کِس کو توہینِ غم گوارا ہے
اپنے ماضی کو بھُول جاؤ بہار!
آج کا دِن فقط تمہارا ہے

لکھنؤ - ۱۳ اپریل ۱۹۷۰ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جس کو تیرے اَلَم سے نسبت ہے
وُہ اذیّت بھی عَینِ راحت ہے
رَہ کے کانٹوں میں ہنستے رہتے ہیں
یہ گُلوں میں فقط جسارت ہے
جس سے رَوشن ہوں ظاہَر و باطن
وُہ عبادت تری عبادت ہے
حرص بڑھتی ہے عُمر گھٹتی ہے
ہائے یہ کیا نظامِ قُدرت ہے
جس میں پاکیزگیٔ رُوح نہیں
اِک جہالت وُہ عِلم و حکمت ہے
تیرے قربان ذوقِ نظّارہ!
اب تو ہر چیز اُن کی صُورت ہے
مجھ پہ ساقی جو مہرباں ہے بہار!
یہ مِری مَے کشی کی عظمت ہے

لکھنؤ ۱۶ر ستمبر ۱۹۷۰ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دَرد و غم جس کو سازگار نہیں
اُس محبّت کا اعتبار نہیں

مَیں بھی مجرم ہوں تو بھی مجرم ہے
گلستاں میں اگر بہار نہیں

ہر قدم پر جہاں نہ ہوں کانٹے
وُہ محبّت کی رَہ گزار نہیں

وقت سے فائدہ اُٹھا اے دوست!
وقت کا کوئی اعتبار نہیں

وُہی لاتے ہیں توڑ کر تارے
جن کو فکرِ مآلِ کار نہیں

جانتا ہوں جوابِ ظُلم، مگر
بد مذاقی مرا شعار نہیں

آپ کی انجمن میں اے واعظ!
اور ہر شے ہے ذکرِ یار نہیں

چشمِ احساس سے اگر دیکھو
کون دِل ہے جو داغدار نہیں

دِل میں پھر کیوں ہے اِک خلش سی بہار!
اَب تو اُن کا بھی اِنتظار نہیں

لکھنؤ ۲۹ ر دسمبر ۱۹۷۰ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

سوزِ احساس سے جلا ہوں میں
لبِ نمکیں جبیں سے وہ نوا ہوں میں

موت کی دھمکیاں نہ دو مجھ کو
رازِ ہستی سے آشنا ہوں میں

جب بھی بھڑکا ہے شعلۂ احساس
سر بہ سر نور بن گیا ہوں میں

قابلِ فخر ہے مری ہستی
تیری ہستی کا آئینہ ہوں میں

جب سے بخشا ہے تو نے غم اپنا
فکرِ دنیا سے ماورا ہوں میں

کھل گئے ہیں رموزِ کن کیا کیا
جانے کیا بات کہہ گیا ہوں میں

تو ہے اے دوست! ایک سازِ حیات
اور اس ساز کی صدا ہوں میں

رک گیا ہوں تو ایک سنگِ میل
چل پڑا ہوں، تو قافلہ ہوں میں

ہائے دیوانگیٔ شوقِ بہار!
ذرّے ذرّے کو پوجتا ہوں میں

مراد آباد۔ ۱۳؍اپریل ۱۹۷۱ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

غنچۂ شوق مسکرایا ہے — آج کِس کا خیال آیا ہے
میرا حسنِ یقیں معاذ اللہ — مَیں نے بُت کو خُدا بنایا ہے
اِک تبسّم حیات غُنچہ سہی — اِک تبسّم بھی کِس نے پایا ہے
ہائے وُہ کیفِ اِنتظار جسے — تیری یادوں نے گُدگدایا ہے
جِس کو ابرِ بہار کہتے ہیں — وُہ تِرے گیسوؤں کا سایا ہے
تیرے قُربان دُوریٔ منزل! — تُو نے ذوقِ سفر بڑھایا ہے
اُس کا مقروض ہے خدائے کریم — جِس نے مُفلس پہ رحم کھایا ہے
وقت کی تیز گامیاں توبہ! — ہم سے آگے ہمارا سایا ہے

صُبح دَم دیکھ کر گُلوں کو بہار!
دیر تک کوئی یاد آیا ہے

لکھنؤ۔ ۱۳ اپریل ۱۹۷۱ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

زندگی سے بہت خفا ہوں میں
زندگی پھر بھی چاہتا ہوں میں

نہ پیمبر، نہ دیوتا ہوں میں
پھر بھی کیوں سب کا مدّعا ہوں میں

آئینہ سے یہ پوچھتا ہوں میں
اب وہی ہوں کہ دوسرا ہوں میں

کوئی آواز ہے نہ نقشِ قدم
جانے کس سمت جا رہا ہوں میں

جس میں ڈوبے ہیں سیکڑوں طوفان
اس سفینے کا ناخدا ہوں میں

کیوں نہ غالب رہوں حریفوں پر
وقت کی قدر جانتا ہوں میں

مجھ سے جنّت نشاں ہے سارا جہاں
بوئے گل، موجۂ صبا ہوں میں

پیشوائی کو آئے دار و رسن
وقت سے آگے جب بڑھا ہوں میں

یہ کرشمہ ہے بے خودی کا بہار!
وصل و فرقت سے ماورا ہوں میں

لکھنؤ۔ ۲۹ جنوری ۱۹۶۲ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

رموزِ عشق سے دل آشنا ہے — پیامِ زندگی میری نوا ہے
جہاں ہر لحظہ منڈلاتی ہے بجلی — وہ راہِ پُرخطر میری فضا ہے
ہجومِ غم میں ہے لب پہ تبسّم — یہ دیوانوں کا اندازِ بکا ہے
مجھے دشوارئ منزل کا غم کیا — جنونِ شوق میرا رہ نما ہے
اسے دھندلا نہ کر لے گردِ ہستی! — ہمارا دل کسی کا آئینہ ہے
طریقِ عشق پہ کوئی ہنسے کیوں؟ — یہ گمراہی تو منزل آشنا ہے
بہت ہی دل شکن ہے مشکلِ غم — یہی مشکل مگر مشکل کشا ہے
جسے دیکھو ہے اپنے آپ میں گم — حصارِ ذات بھی کیا دائرہ ہے

بہار! اک پیرہن بدلا ہوا ہے
وہی رہزن بھی ہے جو رہ نما ہے

لکھنؤ - ۱۵؍ اگست ۱۹۷۲ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اَب تو اکثر یہ سوچتا ہُوں مَیں
چھا گیا کون میری ہستی پر!

یاد فا ہُوں کہ بے دفا ہُوں مَیں
سارے عالَم پہ چھا گیا ہُوں مَیں

کیوں کوئی ناخُدا تلاش کروں؟
خُود ہی کشتی کا ناخُدا ہُوں مَیں

اَب مُجھے ڈھونڈنا نہیں آساں
تیری یادوں میں کھو چکا ہُوں مَیں

زِندگی کی مَیں بِھیک کیوں مانگوں
زندگی سے تو ماورا ہُوں مَیں

عالَمِ ہوش نے قدم چُومے
بے خُودی میں جِدھر گیا ہُوں مَیں

حادثوں نے مُجھے تراشا ہے
وَرنہ پتّھر سے کھُردرا ہُوں مَیں

کیا غرض ہے مُجھے فرشتوں سے
کوئی اِنسان ڈھونڈتا ہُوں مَیں

اِس طرح دیکھتے ہیں لوگ مُجھے
جیسے تیری کوئی ادا ہُوں مَیں

آپ زحمت نہ کیجئے اے خِضر!
اپنی منزل سے آشنا ہُوں مَیں

کوئی کہہ دے یہ بجلیوں سے بہار!
پھر نشیمن بنا رہا ہُوں مَیں

لکھنؤ ۔ ۵ رنومبر ۱۹۷۲ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

پُوچھنا ہے یہ اہلِ نظر سے! کیوں بشر اجنبی ہے بشر سے
کارواں، رات دِن لُٹ رہے ہیں رَہ نُما، پھر بھی ہیں مُعتبر سے
ظُلمتِ شب کہیں مِٹ سکی ہے دوستو! صِرف ذکرِ سَحر سے
روشنی شمعِ دِل کی بڑھاؤ بھیک مانگو نہ شمس و قمر سے
کھول دے رازِ کون و مکاں کا کام لے کچھ تو فِکر و نَظر سے
گردشِ خوں رگوں میں ہے تو کیا زِیست بنتی ہے سوزِ جگر سے
دونوں عالم سمٹ آئے دِل میں کِس نے دیکھا ہے میٹھی نظر سے!
یُوں تھکا ماندہ ہے آج اِنساں جیسے لوٹا ہو لمبے سفر سے

اَے بہار! اُن کے جلوؤں کا عالم
کوئی دیکھے تو میری نظر سے

لکھنؤ، ۲۹ مارچ ۱۹۷۳ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تیری قُدرت حق و صداقت
میری فِطرت عشق و محبّت
تیرا کوچہ میری جنّت
میری خطائیں عین مشیّت
تیرا سَراپا رنگ و نکہت
میری ہستی تیری عنایت
ترکِ تمنّا "سچی" راحت
اُن کا سِتم بھی جانِ غنیمت
عُمر بسر کر شمع کی صُورت
ہم سے ہے قائم عشق کی عظمت
بندہ نوازی دِل کی قیمت
راہِ ترقّی عزم و ہمّت
مَیں ہُوں بہارؔ اِک شاعرِ فطرت

لکھنؤ ۱۶ ستمبر ۱۹۷۳ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ایک نغمہ کوئی سنائے — جس کو سن کر چپ لگ جائے
کون اسے آئینہ دکھلائے — خود سے بھی جو آنکھ چرائے
کتنے ساغر باہم کھنکے — جب وہ تصور میں مسکائے
ایک تمہارے غم کی خاطر — ہم نے لاکھوں غم اپنائے
ہائے کسی کا دردِ محبت — جس سے دل تسکین بھی پائے
جب بھی بڑھی ہے وقت کی ظلمت — ہم نے لہو سے دیپ جلائے
میرے غم کو دل میں چھپا لے — شاید تیرے کام آ جائے
غم کی دھوپ میں یاد آتے ہیں — ان زلفوں کے ٹھنڈے سائے

میں ہوں بہار! اک زندہ حقیقت
کیوں کر دنیا مجھے بھلائے

لکھنؤ۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۴۳ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

آپ جتنے قریب آتے ہیں فاصلے اور بڑھتے جاتے ہیں
جو سرِ دار مُسکراتے ہیں وقت کو آئینہ دکھاتے ہیں
اہلِ تدبیر دستِ ہمّت سے اپنی تقدیر خود بناتے ہیں
پھر خلاؤں نے سانس لی شاید آسماں اور پھیلے جاتے ہیں
جن کی ہمّت جوان ہوتی ہے کب حوادث سے مات کھاتے ہیں
ہیں کتابِ حیات نقشِ قدم یہی نام و نشاں بتاتے ہیں
کیوں نہ وحشت ہو غنچہ و گُل سے تیرے انداز یہ دکھاتے ہیں
ہو فضاؤں میں آب و دانہ اگر کب پرندے زمیں پہ آتے ہیں

کس کے ہاتھوں میں آئینہ ہے بہار!
لوگ چہرے چھپائے جاتے ہیں

لکھنؤ ۔ ۱۳؍ فروری ۱۹۷۴ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

آپ ہی جِس کو سُن رہا ہُوں مَیں　　کربِ ہستی کی وُہ صدا ہُوں مَیں
لے اُڑی جب بھی جراَتِ پرواز　　عرشِ اعظم پہ چھا گیا ہُوں مَیں
نہ جلائیں ہوا کے رُخ پہ مجھے　　آپ کی یاد کا دِیا ہُوں مَیں
لامکاں بڑھ کے لے رہا ہے قدم　　کِن فضاؤں میں آ گیا ہُوں مَیں
مُجھ میں کیوں کر کوئی قیام کرے　　ایک وِیران سی گُپھا ہُوں مَیں
کیوں نہ دُنیا کو رشک ہو مجھ سے　　اپنے عیبوں کو ڈھونڈتا ہُوں مَیں
موت کہتے ہیں جس کو اہلِ جہاں　　زندگی کا وُہ سِلسلہ ہُوں مَیں
تُم سے مِل کر یہ اپنا عالم ہے　　جیسے خُود سے بچھڑ گیا ہُوں مَیں

جِسے کہتے ہیں رُوحِ عصرِ بہار!
ہاں وُہی دائمی نوا ہُوں مَیں

مُراد آباد ۔ ۲۳ مئی ۱۹۷۴ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

سارا عالم فسوں تماشا ہے
کل جو بادل تھا آج دریا ہے

یوں زمانہ ہے اب صلیب بدوش
جیسے ہر شخص اک مسیحا ہے

کس کو یارب پکار بیٹھا ہوں!
دَیر و کعبہ میں حشر برپا ہے

بزمِ ہستی ہے یا کہ ویرانہ
جس کو دیکھو یہاں وُہ تنہا ہے

تیرا ذوقِ نظر بلند نہیں
ورنہ غم بھی خوشی کی دُنیا ہے

دَورِ حاضر کا آدمی ، توبہ
رُخ کا گلشن ہے دِل کا صحرا ہے

زندگی وِردِ جاں گزا ہے بہارؔ!
عشق اِس دَرد کا مُداوا ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

لکھنؤ - ۲ر ستمبر ۱۹۷۴ء

چاند تاروں سے لوگ آئے ہیں
وہ بھی مٹھی میں خاک لائے ہیں

جب اندھیرے اُفق پہ چھائے ہیں
ہم نے قلب و جگر جلائے ہیں

وقت کے اِن صنم تراشوں نے
ہر ضرورت کے بُت بنائے ہیں

سوندھی سوندھی سی جب مہک آئی
ہم نے جانا کہ آپ آئے ہیں

اُف، یہ فیضان دورِ حاضر کا
کل جو اپنے تھے، اب پرائے ہیں

رازِ ہستی کہیں نہ کھُل جائے
اُن کے دیوانے مُسکرائے ہیں

ساری دُنیا بدل گئی، لیکن
ہم ترے در پہ سر جھکائے ہیں

آہ، وہ فاصلے محبّت کے
جو ترے قُرب نے بڑھائے ہیں

شوقِ آرائشِ چمن میں بہار!
ہم نے پھولوں سے زخم کھائے ہیں

لکھنؤ - ۱۶ ستمبر ۱۹۷۴ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جب نام ترا آیا، جب یاد تری آئی — کانوں میں مرے جیسے بجنے لگی شہنائی

دل جھوم اٹھا میرا، جب زلف وہ لہرائی — دنیا کے جہنم میں، جنت کی ہوا آئی

جب کوئی یہ کہتا ہے گلشن میں بہار آئی — ہم تو یہ سمجھتے ہیں، لی حسن نے انگڑائی

ہوں ساقیِ فطرت کا، دیوانہ و شیدائی — ہے ساغرِ مے مجھ کو، ہر لالۂ صحرائی

کیا کم یہ سہارا ہے دنیا کے جہنم میں — فردوسِ تمنا ہے، وہ پیکرِ رعنائی

یہ جذبۂ صادق کا دیکھا ہے اثر ہم نے — پروانہ جلا لیکن، لو شمع کی تھرّائی

اپنے کو سمجھتا ہے تو دیکھ مری جانب — آئینہ ترا میں ہوں اے محوِ خود آرائی!

بربادیِ بوئے گل کا سوچ سبب پہلے — پھر شوق سے دیکھا کر، گلشن کی پذیرائی

ہر غم کو زمانے کے، میں کھیل سمجھتا ہوں!
غم پا کے بہار! ان کا، ہر غم کی دوا پائی

لکھنؤ۔ ۲۹ مئی ۱۹۷۵ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بلا سے وفا ہو نہ وعدہ تمہارا
مگر کوئی وعدہ کرو تو خدارا

وہ احسان کیوں ناخدا کے اُٹھائے
جو آغوشِ طوفاں کو سمجھے کنارا

نظر آگیا مجھ کو انجامِ ہستی
چمک کر جو ڈوبا سحر کا ستارا

الٰہی کہیں گلستاں جل نہ جائے
کہ ہر گُل کے دامن میں ہے اِک شرارا

ڈبو ہی دیا تھا ہمیں ناخدا نے
اگر موجِ ہمّت نہ دیتی سہارا

چمن کو پڑی جب لہو کی ضرورت
تو پھر باغباں نے ہمیں کو پکارا

بہارؔ! اُن سے کیوں ہو تغافل کا شکوہ
محبّت میں دل کو ہے سب کچھ گوارا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

لکھنؤ ۳ر اپریل ۱۹۲۹ء

کبھی قاتل، کبھی مسیحا ہے　　کچھ نہ پوچھو کہ وہ نظر کیا ہے
اِس کی تعبیر کون دے مجھ کو　　اُن کے آنے کا خواب دیکھا ہے
جس نظر سے بھی آپ دیکھیں گے　　میرے دُکھ کا وہی مُداوا ہے
اشک پلکوں پہ مُسکرانے لگے　　آج کِس نے مزاج پوچھا ہے!
اُف، یہ ماحول دورِ حاضر کا　　جس کو دیکھو وہ سہما سہما ہے
آدمی، آدمی کو پہچانے　　آدمیّت کا یہ تقاضا ہے
جب سے پایا ہے اُن کو محوِ کرم　　دردِ دِل اور بڑھتا جاتا ہے
جو تمنا سے بھی نہ ہو سیراب　　زندگی پیاس کا وہ صحرا ہے
اب یہی رسمِ گُلستاں ہے بہار!
پھول مانگو تو زخم مِلتا ہے

لکھنؤ۔ ۲۰ اپریل ۱۹۷۶ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

زہرِ غم پی کے مسکرائے ہیں — ہم نے یوں بھی دیئے جلائے ہیں

جب تری بزم سے ہم آئے ہیں — دونوں عالم جلو میں لائے ہیں

دیکھیئے تو ہر ایک اپنا ہے — جانچیئے تو سبھی پرائے ہیں

تم مرے زخم دیکھ کر سوچو — کس قدر دوست میں نے پائے ہیں

ہم کہ اے زندگی! تری خاطر — دار پر چڑھ کے مسکرائے ہیں

اک ترا رازِ غم چھپانے سے — لاکھ اِلزام مجھ پہ آئے ہیں

ہم نے فوراً اُسے پکارا ہے — جب کبھی پاؤں ڈگمگائے ہیں

وقت سے بھی جو مندمل نہ ہوئے — ہم نے کچھ ایسے زخم کھائے ہیں

پھول شاخوں سے جب گرے ہیں بہار!
دِل میں کیا کیا خیال آئے ہیں

لکھنؤ، ۱۶؍ستمبر ۱۹۷۶ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

غم سے گھبرا کے جس نے پی ہے   جیتے جی اُس نے خودکشی کی ہے
ہم تو بیمارِ عشق ہیں ناصح!   تیری آنکھوں میں کیوں نمی سی ہے
اب سحر ہے کہ شام پہچانو!   ہم نے قندیلِ دل بجھا دی ہے
جسے کہتے ہیں سب دلِ بیتاب   وُہی میرا متاعِ ہستی ہے
آشیانہ جلے زمانہ ہُوا   اب بھی گُلشن میں روشنی سی ہے
تیرے طرزِ خرام کے صدقے   گردشِ وقت ٹھہری جاتی ہے

جس کو دیکھو وُہی خُدا ہے یہاں
یہ عجب دَورِ خُود شناسی ہے

مُرادآباد ۲ دسمبر ۱۹۷۶ء



ایک شعر

جس کے تنکوں کی تپش سے بجلیاں خُود جل اُٹھیں
گلستانِ دہر میں وُہ آشیاں تعمیر کر!

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جب سے حاصل تُمہاری قُربت ہَے
زِندگی کِتنی خُوبصورت ہَے

رُوحِ عالم ہَے، جانِ قُدرت ہَے
کیا کرامت تری محبّت ہَے!

جِس نے کی ہو تری قدم بوسی
وُہ زمیں رشکِ باغِ جنّت ہَے

اَے دِلِ زار! تیری کون سُنے!
کِس کو اپنے غموں سے فُرصت ہَے

تُم نے دیکھے ہیں آئینے، یہ بتاؤ
میری آنکھوں میں کِس کی صُورت ہے

رات دِن بجلیاں طواف کریں
یہ مرے آشیاں کی عظمت ہَے

جی رہا ہُوں غموں کی زَد میں بہار!
کون ہَے، جِس میں اِتنی ہِمّت ہَے

مُرادآباد ۔ ۱۳؍اپریل ۱۹۶۶ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کہنے کو اِک جہان اپنا ہے
کون کِس کا مگر شناسا ہے

جِس میں چاروں طرف دُھندلکا ہے
زیست ویراں سا وُہ جزیدہ ہے

واعظِ محترم! خُدا حافظ!
میرے دِل نے مجھے پُکارا ہے

غمِ جاناں ہو یا غمِ دوراں
سب سے اپنا وفا کا رِشتہ ہے

جب کیا ہم نے عزمِ ترکِ وفا
تُم نے خوابوں میں آ کے روکا ہے

بجھ رہے ہیں چراغِ دَیر و حرم
دِل جلاؤ، بڑا اندھیرا ہے

یہ عجب دورِ اِرتقا ہے بہار!
آدمیّت جہاں سے عنقا ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مُراد آباد - ۱۶ ستمبر ۱۹۷۷ء

زندگی، سب کو جس سے اُلفت ہے — غور سے دیکھئے تو عبرت ہے

چاندنی ہے ندی ہے خلوت ہے — تُو بھی آجا تری ضرورت ہے

آپ سے اور ہیں گر دل شکوہ — مجھ کو اپنے سے خود شکایت ہے

جو کسی غم زدہ کے غم سے ملے — وہ مسرت نہیں عداوت ہے

وُسعتِ بے کرانیٔ افلاک — میری پرواز سے عبارت ہے

چاند تارے ہیں اُس کے زیرِ قدم — جس کو معلوم اپنی رفعت ہے

دیکھ گُل زادِ کائناتِ بہار!
کیا کشادہ کتابِ فطرت ہے

لکھنؤ۔ ۱۶ر مئی ۱۹۸۰ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

عجب ادا سے وہ بجلی گرائے جاتے ہیں
نگاہ نیچی کیئے مسکرائے جاتے ہیں

کسی کے حسن کی افسوں طرازیاں توبہ
چراغِ دیر و حرم جھلملائے جاتے ہیں

تری نگاہِ کرم بھی جنہیں مٹا نہ سکی
کچھ ایسے غم بھی مرے دل میں پائے جاتے ہیں

جنوں زدوں کو تماشا بنا دیا تم نے
کہ آنکھ روتی ہے لب مسکرائے جاتے ہیں

وہیں سے مجھ کو گزرنا ہے زندگی کیلئے
جہاں اجل کے قدم ڈگمگائے جاتے ہیں

جو اہلِ دل ہیں حوادث سے کس لئے گھبرائیں
کہ تجربے تو حوادث میں پائے جاتے ہیں

ہر ایک شام کی دنیا میں صبح ہوتی ہے
اس اعتماد پہ ہم مسکرائے جاتے ہیں

جسے بجھا نہ سکیں آندھیاں حوادث کی
وہ شمعِ مہر و وفا ہم جلائے جاتے ہیں

بہار! چھوڑ خدا کے لئے فسانۂ غم!
کہ ان کی آنکھوں میں اب اشک آئے جاتے ہیں

لکھنؤ۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۸۰ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

وُہ جانِ آرزُو جب سے خفا ہے   خُدا جانے مُجھے کیا ہو گیا ہے
مہ و انجم ہوں یا شمعِ فروزاں   سبھی کا تیرگی سے سِلسلہ ہے
ترِے غم کو مَیں غم کیونکر سمجھ لوں   اِسی سے زِیست کی نَشو ونما ہے
جدھر دیکھو اُدھر شعلے ہی شُعلے   بڑی ظالم زمانے کی ہَوا ہے
خُدا جِس کا اُس کا سارا عالم   نہ ہو جِس کا کوئی اُس کا خُدا ہے
ہمیں نادار کیوں سمجھے زمانہ   ہمارے پاس جینے کی ادا ہے
وُہی تنہا مکیں ہے میرے اُندر   مجُھے محسُوس اکثر یہ ہُوا ہے
چلُوں کیوں دیکھ کر نقشِ قدم کو   مِری منزل زمانے سے جُدا ہے

بہارؔ! اہلِ سیاست کے نگر میں
جِسے دیکھو وُہی بہروپیا ہے

لکھنؤ۔ ۹ر فروری سنہ ۱۹۸۱ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جستجو میں وُہ دَور بھی آیا
ہم نے منزل کو آپ ٹھکرایا

اپنے سایہ کو جب سے اپنایا
کوئی سُورج نہ میرے پاس آیا

پھُول اُس کی طرف بڑھے اکثر
جس نے کانٹوں سے دِل کو بہلایا

رُوحِ کونین جھُوم جھُوم گئی
ہم نے اُلفت کا گیت جب گایا

دِل میں کیا کچھ نہ تھا مِرے لیکن
اُن سے اِک بات بھی نہ کہہ پایا

جگمگانے لگا جہانِ خیال
کون یادش بہ خیر یاد آیا!

شوقِ منزل تھا اے بہارؔ مگر
منزل آئی تو اور گھبرایا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بدایوں ۱۶ ستمبر ۱۹۸۴ء

جب ارادہ عمل میں آیا ہے   آندھیوں میں دِیا جلایا ہے
اُن کو اِک اِک ستم جتایا ہے   وقت کو آئینہ دکھایا ہے
اُن کی چشمِ کرم کا کیا کہنا   حوصلہ عشق کا بڑھایا ہے
ہم نے کچھ خود شناس ہی رہ کر   زندگی کا سُراغ پایا ہے
گردِ رہ بن گئے ہیں شمس و قمر   جب بشر نے قدم اُٹھایا ہے
شکریہ تیرا تُو نے اے ظالم!   میرے احساس کو جگایا ہے
ہم نے ظلمت کو روشنی دی ہے   ہر اندھیرے میں دِل جلایا ہے
سرِ مژگاں مہ و نجوم لیئے   کون تیری گلی میں آیا ہے!

دِل پہ اِک چوٹ سی لگی ہے بہارؔ!
جب کوئی غنچہ مسکرایا ہے

امرتسر ۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۲ء

تیرے قرباں اے نگاہِ ناز! — تو نے بخشا ہے سوزِ سینہ گداز
آندھیوں میں نہ بال و پر کو سمیٹ! — دے رہی ہیں یہ دعوتِ پرواز
چشمِ ساقی کی بات جب آئی — مے کشی کے بدل گئے انداز
دِل پہ طاری ہے وجد سا اب تک — ہائے اُن کی وہ رس بھری آواز
خاکِ پروانہ بھی ہے بُقعۂ نُور — جذب اِس میں ہیں شمع کے انداز
جنہیں کہتے ہیں دوزخ و جنّت — تیری منزل کے ہیں نشیب و فراز
بے خودِ شوق بزمِ ہستی ہے — کِس نے چھیڑا ہے میرے دل کا ساز!
جب کِسی نے تمہارا نام لیا — خود بخود جھک گئی جبینِ نیاز
مَیں نے کھولا ہے رازِ کُن، لیکن — اپنے عالم میں ہُوں ابھی تک راز
ہمہ تن گوش گُل چمن میں ہیں — سُن رہے ہیں بہار کی آواز

اب یہ محسوس ہو رہا ہے بہار!
اُن کی اِک اِک ادا ہے میرا راز

امرتسر۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۳ء۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

خُود بخُود جھُوم اُٹھا دِلِ ناشاد
اُس نے شاید مجھے کیا ہے یاد

سرنگوں کیوں ہے اے اسیرِ قفس!
کیا ہُوئی تیری فطرتِ آزاد؟

خُونِ دِل سے بنا چمن اپنا
تا کُجا قید میں چمن کی یاد؟

ہم نے سجدے میں سر جہاں رکھا
وہیں کعبہ کی پڑ گئی بُنیاد

اور تاریخِ مے کدہ کیا ہے
شِدّتِ تِشنگی کی ہے رُوداد

وُہ مزا دے رہی ہے تنہائی
اب گوارا نہیں کِسی کی یاد

آشیاں میں کہاں نمُوئے حیات؟
رکھ پر و بال وقفِ برق و باد

وُہی پاتے ہیں منزلِ مقصُود
عزم جن کے ہوں صُورتِ فولاد

یہ عجب نظمِ گُلستاں ہے بہار!
بُلبلیں قید اور زاغ آزاد

امرتسر ۲ر نومبر ۱۹۸۲ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

یہ ترا دردِ عشق کیسا ہے
اِک تلاطم سا دِل میں برپا ہے

کیسی گُل میں نہیں ہے بوئے وفا
کیا زمانہ کا رنگ بدلا ہے

کچھ نہ شوق بھی جو کہہ نہ سکی
کتنی نازک مری تمنّا ہے

کہہ رہی ہے فضا کی خاموشی
کوئی طوفان آنے والا ہے

قُوتِ زِندگی کو پہچانو!
زِندگی کا یہی تقاضا ہے

جادۂ عشق طے نہیں ہوتا
یہ مُسافر کے ساتھ چلتا ہے

دَرد چمکا کہ تیری یاد آئی
جس طرف دیکھئے اُجالا ہے

دِل سے ہوتی ہیں جب تری باتیں
وُہ بھی عالم عجیب ہوتا ہے

کیوں ہراساں ہو زخمِ دِل سے بہار!
وقت ہر زخم کا مسیحا ہے

امرتسر ، ۷ نومبر ۱۹۸۲ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جب کلی کوئی مسکراتی ہے
جانے کیوں تیری یاد آتی ہے

سر پٹکتی ہیں موجیں ساحل پر
جب مری ناؤ ڈگمگاتی ہے

تو ہے یا تیری یاد ہے اے دوست!
کوئی شے دل کو گدگداتی ہے

اُن سے کیا کہیئے مدعا دل کا
بات کہنے سے بات جاتی ہے

میرے سازِ حیات پر ہر دم
موت میٹھے سُر دل میں گاتی ہے

جب سے بخشا ہے تم نے غم مجھ کو
وسعتِ قلب بڑھتی جاتی ہے

عزمِ محکم بھی ہو اگر ہم راہ
خیر مقدم کو منزل آتی ہے

جو خودی کو بلند رکھتے ہیں
سر پہ دُنیا اُنہیں بٹھاتی ہے

اِس توقع پہ جی رہا ہوں بہار!
جیسے اب آرزو بر آتی ہے

امرتسر ۔ ۱۲ ۔ نومبر ۱۹۸۲ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دِل جب اُن کو بھول چکا ہے
پھر دُنیا میں رکھا کیا ہے

ہر اِک پردے میں جلوا ہے
جانے یہ کیسا پردا ہے

شِکووں میں اِک لُطف ہے، ورنہ
تیری جفا بھی عینِ وفا ہے

مَیں نے تو گُل کا نام لیا تھا
گُل چیں کا دِل کیوں دھڑکا ہے

ڈھونڈ رہی ہے اُس کو منزل
جو خُود اپنا راہ نُما ہے

اے ماضی پر رونے والو!
مُستقبل کا کیا سوچا ہے؟

اُن کی غلط اندازِ نظر بھی
جانِ کرم ہے، رُوحِ وفا ہے

اَب دُنیا میں جِس کو دیکھو
تنہا تنہا سا لگتا ہے

دِل تو دِل ہے، جان بھی دے دیں
تُم نے ہم کو کیا سمجھا ہے

دُنیا اِک وِیرانہ لگے ہے
وقت نے مُجھ سے کیا چھینا ہے

زندہ رہے گا بہار ؔ وہی اب
عزم و عمل جِس کا شیوہ ہے

امرتسر - ۲۰ - نومبر ۱۹۸۲ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کاش مغنّی گیت وہ گائے — جس کو سُن کر دِل بھر آئے
چرخ پہ تارے جب کجلائے — ہم نے زمیں سے چاند اگائے
ہائے کسی کی مست نگاہی — دیکھ کے جس کو نیند آجائے
پھرتا ہُوں انبوہِ جہاں میں — اپنا لاشہ آپ اُٹھائے
دِن ہے اُجلا، رات ہے کالی — کیوں ہے ایسا کون بتائے
شمع کی لَو سے جلنے والا — سوزِ دروں سے خود کو جلائے
ہائے گھُٹن یہ شوقِ دِل کی — جیتا ہُوں اور جیا نہ جائے
کون یہ جانے خندۂ گُل پر — کیوں شبنم نے اشک بہائے
دِل کا دَر کھولے بیٹھا ہُوں — شاید کوئی لَوٹ کے آئے
کتنا کم ہے وقتِ مسرّت — ہنستے ہنستے گُل مرجھائے

کچھ بھی بہار! انجامِ وفا ہو
اُن کا وعدہ یاد نہ آئے

مُرادآباد ۳۰، نومبر ۱۹۸۲ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہم ہیں اور یار کا آستانہ
دیکھیں اب کیا کرے گا زمانہ

اپنی نیچی نگاہ کو روکو
کہہ نہ دے میرے دِل کا فسانہ

اِک خطا بن گئی ہے محبّت
کیا سے کیا بن گیا ہے زمانہ

بَرق گرتی رہی تلملا کر
ہم بناتے رہے آشیانہ

بس یہی ہے مرے دِل کی قسمت
اِک نگاہِ کرم مُشفقانہ

ہم وُہ رہ گیر ہیں جن کے پیچھے
با ادب چل رہا ہے زمانہ

اے بہار! اُن کو کیسے بھلاؤں
اُن کی ہر بات ہے دِلبرانہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

امرتسر، ۷ دسمبر ۱۹۸۲

نظر میں، ذہن میں، دِل میں سمائے جاتے ہیں
جناب تو مری دُنیا پہ چھائے جاتے ہیں
رُخِ جبیں سے وُہ پَردہ اُٹھائے جاتے ہیں
ہمارا آئینہ ہم کو دکھائے جاتے ہیں
ہر اِک ادا تری دِل میں بسائے جاتے ہیں
غمِ جہاں کو بھی دِل کش بنائے جاتے ہیں
تری نظر کا اشارہ جو پائے جاتے ہیں
ہر ایک غم کو گلے سے لگائے جاتے ہیں
رہِ طلب کی یہ دُشواریاں ارے توبہ!
قدم قدم پہ قدم ڈگمگائے جاتے ہیں
ہمیں کو ہے، یہ سلیقہ کہ ذکرِ مے کر کے
مسائلِ غمِ ہستی ہٹائے جاتے ہیں
ہم اپنی آگ میں ہر لمحہ جل رہے ہیں، مگر
رہِ ادب میں اُجالے لُٹائے جاتے ہیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بہار! نام پہ تنظیمِ نَو کے اہلِ چمن!
تمام فصلِ بہاراں جلائے جاتے ہیں

امرتسر ۸ر دسمبر ۱۹۸۲ء

○

ایک شعر

یہ مرا ذوقِ تجسّس ہے کہ تیرا لُطفِ خاص
جس طرف جاتا ہُوں تجھ کو جلوہ گر پاتا ہُوں مَیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مجھ کو پھر اپنی یاد آئی ہے
اے محبّت! تری دُہائی ہے

منزلِ زیست تک مرے ہم راہ
ایک سُونی سی راہ آئی ہے

پھر مرا حال کچھ خراب سا ہے
پھر تری آنکھ ڈبڈبائی ہے

چاند میں نُور، پھول میں خوشبو
دِل میں یُوں وہ نظر سمائی ہے

جب بھی دیکھا ہے آئینہ ہم نے
ایک بھولی سی شکل پائی ہے

میری توبہ سے جام و مینا تک
ایک افسردگی سی چھائی ہے

خُون رویا ہے کتنے تاروں نے
تب نئی صُبح مُسکرائی ہے

کِس کی ہوتی ہے راحتِ دُنیا
آج اپنی ہے، کل پرائی ہے

ہم نے حق بات کہہ کے دُنیا سے
بزمِ دار و رسن سجائی ہے

پردۂ ناز خود اُٹھا ہے بہارؔ!
نگہۂ شوق جب اُٹھائی ہے

امرتسر ۱۵ دسمبر ۱۹۸۲ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

زخم کھا کر جو مُسکراتے ہیں
شانِ ہستی وُہی بڑھاتے ہیں

بات کہنے کی جو چھُپاتے ہیں
صُبح کو شام وُہ بناتے ہیں

آپ دریا کی بات کرتے ہیں
لوگ قطرے میں ڈُوب جاتے ہیں

کوئی منصُور ہے بڑھائے قدم
وُہ رہِ دار سے بُلاتے ہیں!

ہم نے بخشی تھی جن کو بینائی
اب وُہ آنکھیں ہمیں دکھاتے ہیں

کاش اُن کے مزے کوئی پُوچھے
ہم نے جو قصداً فریب کھاتے ہیں

ہمتیں آئینوں کی دیکھ بہار!
ٹُوٹ کر بھی یہ جگمگاتے ہیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

امرتسر ۲۲ دسمبر ۱۹۶۱ء

اُن کے صدقے میں غم جو پائے ہیں
بس وہی میرے نام آئے ہیں

میرے خوابوں میں جب وہ آئے ہیں
دِل کی دھڑکن نے گیت گائے ہیں

ہم نے جب داغِ دِل جلائے ہیں
منزلوں کے سُراغ پائے ہیں

دوست دشمن کی اب ہو کیا پہچان
سب نے چہرے نئے لگائے ہیں

کیوں نبھائیں نہ اہلِ گلشن سے
اہلِ گُلشن بھی کب پرائے ہیں

جب مِلی ہے نگاہِ شوق اُن سے
زخمِ دِل اور مُسکرائے ہیں

تُم گُلستاں پہ ناز کرتے ہو
ہم نے صحرا میں گُل کھلائے ہیں

ہائے وہ زخم کِس کو دکھلائیں
جو بہ نامِ خلوص کھائے ہیں

جب بھی گزرا ہُوں اس گلی سے بہارؔ!
اشکِ غم آنکھ میں بھر آئے ہیں

امرتسر۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۲ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مرے لب پر حقیقت کی صدا ہے　　زمانہ کس لئے مجھ سے خفا ہے
طلسمِ دہر سے دِل آشنا ہے　　مگر ناچار اِس میں مُبتلا ہے
تصوّر میں یہ کس کا نقش پا ہے!　　نظر کے ساتھ دِل بھی جبہ سا ہے
ادائے حُسن کا آئینہ بن جا　　کمالِ عشق کا یہ اقتضا ہے
ہے اِس کی ہر تڑپ تسکینِ خاطر　　عجب شے تیرا دردِ جانفزا ہے
مجھے ہر چیز پہ دھوکا ہے اُن کا　　نظر کا عکس بھی کیا خوش نما ہے
خوشا، وہ غم زدہ، جس کا ہو تو غم　　زہے، وہ درد جس کی تو دوا ہے
تلاش و جستجو ہے میری فطرت　　جنوں منزل سے لیکن آشنا ہے
مجھے بھی یار اپنا سا بنا لے　　یہی اِک تجھ سے میری التجا ہے
نگاہِ غیر سے دُنیا نہ دیکھو!　　تمہارا دِل تمہارا رہنما ہے

حیات و مرگ کی اُس کو خبر کیا
بہار! اِک رہ روِ راہِ رضا ہے

امرتسر - ۳ر جنوری ۱۹۸۳ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

خدمتِ خلق جس کا ایماں ہے
فخرِ انسانیت وہ انساں ہے

کیوں نہ از خود جھکے جبینِ نیاز
جب ترا حسن جزوِ ایماں ہے

کیا یہی چیز ہے متاعِ بہار؟
سبزہ و گل پہ کون گریاں ہے؟

میرے فکر و نظر پہ وہ ہیں محیط
سرِّ ہستی کا مجھ کو عرفاں ہے

فیض ہے، یہ ترے تبسم کا
فرش سے عرش تک چراغاں ہے

میں ہوں تیرے وجود سے قائم
تو مری ذات سے نمایاں ہے

تیرا غم کیوں نہ ہو عزیز مجھے
یہی تسکینِ جاں کا ساماں ہے

جس کو ساحل سمجھ رہے ہیں لوگ
اس کی آغوش میں بھی طوفاں ہے

کیوں نہ دل کش مری غزل ہو بہارؔ!
روحِ احساس اس میں رقصاں ہے

امرتسر۔ ۵ر جنوری ۱۹۸۳ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri